تاجدارِ ختمِ نبوت زندہ باد

مجلہ ماہنامہ الحقیقہ پاکستان

دسمبر 2022ء

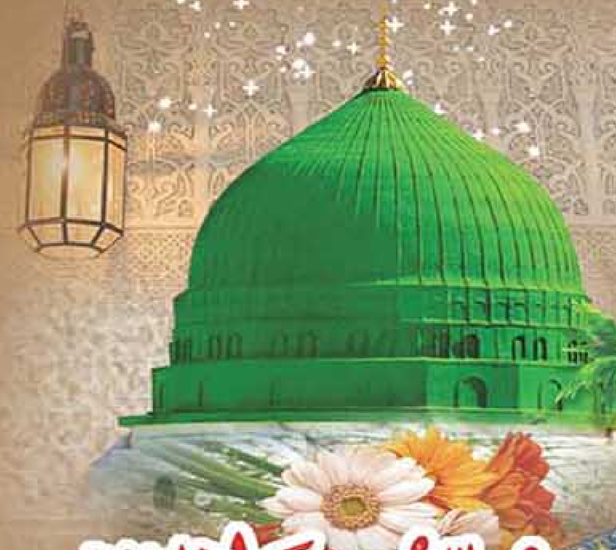

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ علیہ رحمۃ اللہ

حضور مفکرِ اسلام کی چند کرامات

سنتِ مصطفیٰ ﷺ اور جدید سائنس

کشف المعانی لمکتوباتِ امامِ ربانیؒ

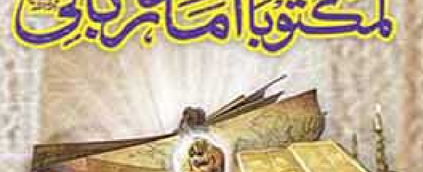

والدین سے حسنِ سلوک

اسلام کی شانِ اعتدال

دینی کتابوں کے مطالعہ کی اہمیت

(اداریہ)

عدم برداشت کا بڑھتا ہوا رجحان

مسائلِ دینیہ

دورِ حاضر کے مسائل کا قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل حل

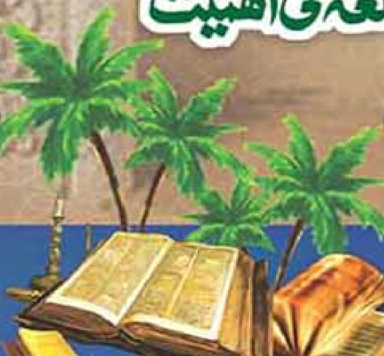

محبتوں اور جراتوں کا قافلہ رواں دواں

فہرست

1	اداریہ	علامہ سعید محمد عامر آسوی	2
2	حضرت خواجہ محمد باقی اللہ	علامہ سعید آسوی	5
3	مکتوبات شریف	حضرت اسحاق نظیری	7
4	سنت مصطفیٰ اور جدید سائنس	علامہ شہزاد ترابی	8
5	علمائے سلف کی عبادتیں	علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی	11
6	حضور مفکر اسلام کی چند کرامات	علامہ تابش آسوی	12
7	اللہ والوں کی باتیں	ممنون حسین آسوی	21
8	والدین سے حسن سلوک	حضرت امام غزالی	30
9	اسلام کی شان اعتدال	صاحبزادہ خورشید گیلانی	34
10	بہت سارے بندے	ڈاکٹر ظفر اقبال نوری	37
11	دینی کتابوں کے مطالعہ کی اہمیت	محمد حیشم الدین قادری	38
12	نظریہ پاکستان	علامہ فیضان المصطفیٰ	43
13	تفہیم المسائل	علامہ سعید صاحب	46
14	مسائل دینیہ	مفتی شاہد اقبال صاحب	47

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

یونس-۶۲

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

عدم برداشت کا بڑھتا ہوا رجحان

جب کوئی قوم رو بہ زوال ہوتی ہے تو سب سے پہلے اس کے رویّے مائل بہ زوال ہوتے ہیں۔قوم کے افراد میں تہذیب و شائستگی، اخلاق و کردار اور صبر وتحمّل کا فقدان ہونے لگتا ہے۔ لہجے تلخ اور چہرے کرخت ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر لوگ آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ جسے دیکھو وہ آتش فشاں ہے، جس سے ہر لحہ بغض وعناد اور غیض وفساد کی آگ نکلتی رہتی ہے۔ باہمی احترام،عفو ودرگزر، اخلاص وایثار، تواضع وانکسار کو پسِ پشت ڈال کر انتقام وبربریت،قتل وغارت گری،عداوت ووحشت اور غرور وتکبّر کا چلن عام ہو رہا ہے۔ جسے زمانہ جاہلیت کا گویا عکسِ ثانی دیکھنا ہو وہ ہمارے معاشرے کی صورتحال دیکھ لے۔المختصر!لوگوں کے رویوں میں صبر وتحمل اور برداشت مفقود ہوتا جا رہا ہے اور یہ دورِحاضر کا بہت بڑا المیہ ہے۔

یہ بیان کسی کو ہرگز مبالغہ آمیز نہیں لگنا چاہئے کیونکہ ان باتوں کا مشاہدہ شب وروز ہر خاص وعام کر رہا ہے۔بجلی کا بل جمع کرانے کے لیے قطار میں کھڑے لوگوں کی بے صبری اور جھگڑے ہمارے رویوں سے برداشت ختم ہونے کا مظہر ہیں۔ سڑکوں پر رواں دواں گاڑیوں کے ہجوم میں ہر کوئی دوسرے کو کچل کر آگے بڑھ جانا چاہتا ہے۔ موٹر سائیکلوں یا دیگر گاڑیوں کی ٹکر ہو جانے پر ایک دوسرے سے معذرت کرنے کی بجائے باہم دست وگریباں ہونا ہمارے مزاج کا حصہ بن چکا ہے۔ سرکاری دفاتر میں ملازمین کے ہاتھوں عام لوگوں کی تذلیل ایک عام سی بات ہے۔ دکاندار وگاہک کا معمولی بات پر جھگڑا کرنا، بس کنڈکٹرز اور سواریوں کا کرایے کے سبب لڑنا، ہسپتالوں میں ڈاکٹرز اور مریضوں کا ناحق الجھنا، سیاستدانوں کا ایک دوسرے پر الزامات لگانا، گالی گلوچ کرنا اور حسبِ موقع تھپڑوں سے تواضع کرنا یہ سب اُمور پاکستانی قوم میں عدم برداشت کے بڑھتے ہوئے رجحان کے آئینہ دار ہیں۔ پاکستان میں کتنے ہی قتل محض ناحق جذباتی ردعمل کا شاخسانہ ہوتے ہیں۔ معاشرے کی غالب اکثریت ایسے ہی رویّوں کی غماض ہے۔ ہمیں اس خامہ فرسائی پر معاف کیا جائے کہ

آج دنیا ہمیں ایک مہذب و معقول قوم نہیں سمجھتی بلکہ ہمارا تعارف اس کے برعکس ہے۔

آج لوگ اختلافِ رائے کا سلیقہ بھول گئے ہیں۔ تمام ٹی وی چینلز ۲۴ گھنٹے جارحانہ پن اور عدم برداشت کے ناقابلِ برداشت مناظر دکھاتے ہیں۔ اب ہمارے لوگ صحت مند تنقید کی بجائے ذاتیات پر تنقید کرتے ہیں۔ اور چند سالوں سے ان چینلز پر دن رات صرف سیاسی قائدین اور ان کے حامیوں کی لڑائیاں، الزام تراشیاں اور باہمی کردار کشی دکھائی اور سنائی جارہی ہے۔ غلیظ ترین زبان کا استعمال ہوتا ہے۔ فرمایئے! ایسی صورتِ حال میں قوم کی کیا تربیت ہوگی؟ کیا اس سے محض شدت پسندی کو تقویت نہیں ملے گی؟ قوم کی اخلاقیات کا جنازہ نہیں نکلے گا؟

یاد رہے! وطنِ عزیز میں جرائم کی کثرت، معاشرتی استحصال، لاقانونیت، فرقہ واریت کے پیچھے یہی عدم برداشت ہے، لہٰذا اس 'اُمّ الامراض' سے چھٹکارا حاصل کرنا ناگزیر ہو چکا ہے۔

عدم برداشت کے اس قومی رجحان کا حل رسولِ مکرّم، نبی محتشم، ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی تعلیماتِ عالیہ اور اسوۂ حسنہ کے اندر موجود ہے۔ جی ہاں! عفو و درگزر، حلم و تحمل اور ستانے والوں سے حسنِ سلوک کا بہترین مظاہرہ پیغمبرِ رحمت صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے بلند کردار میں موجود ہے۔ مثلاً ۱۳ سالہ مکی اور ۱۰ سالہ مدنی دور میں جس قدر آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے ساتھیوں کو ستایا گیا، تشدد ہوا، بارہا گھر بار چھوڑنے پر مجبور کیا گیا، یہ ظلم و بربریت کی ایک طویل داستان ہے۔ لیکن اس کریم آقا صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی زبانِ اقدس نے کلماتِ خیر ہی ادا فرمائے۔ یہاں تک کہ جب مکّہ فتح کر لیا، اور ظلم و ستم کرنے والوں کی گردنیں آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے رحم و کرم پر تھیں، جہاں بھر میں کوئی انتقام لینے سے روکنے والا نہیں تھا، آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے **لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ** فرما کر سب کی جان بخشی کر دی۔ تاریخِ عالم میں معاف کر دینے کی اس سے بہتر مثال نہ ہے اور نہ کوئی پیش کر سکے گا۔

یہ بھی دیکھیں کہ اہلِ طائف نے حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے ساتھ انتہائی ظالمانہ سلوک کیا تھا۔ شہر کے غنڈوں کو پیچھے لگا کر اتنے پتھر مارے گئے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم لہولہان ہو کر زمین پر گر گئے، مگر پھر بھی بددعا تک نہیں دی۔ بلکہ جب ۹ھ میں ان کا وفد مدینہ شریف پہنچا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ان کو صحنِ مسجد میں مہمان کی حیثیت سے ٹھہرایا، اور ان سے عزت و اکرام سے پیش آئے۔

رئیس المنافقین عبداللہ ابن ابی نے دشمنی کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کئی مرتبہ اسے قتل کرنے کی اجازت چاہی لیکن رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے سختی سے منع فرمایا۔ وہ واقعہ افک میں براہِ راست ملوث تھا۔ اس کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ہمیشہ اسے معاف کیا، بلکہ اس کے مرنے کے بعد اپنی قمیص مبارک اسے پہنائی۔

اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشادِ عالی شان ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے تاحیات اپنے اوپر کی گئی زیادتی کا بدلہ نہیں لیا، بجز اس کے کہ خدائی حرمت کو پامال کیا گیا ہو'' ......(البخاری)

آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا:

طاقتور وہ نہیں جو کسی کو پچھاڑ دے، بلکہ اصل طاقتور وہ ہے جو غصے کے وقت خود پر قابو رکھے"......(مسلم:۲۰۱۴)

آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا:

''کوئی مسلمان بازار سے نیزہ لے کر گزرے تو اس کے ایک حصّے کو ہاتھ سے تھام لے تا کہ کسی مسلمان کو اذیّت نہ پہنچے۔''......(بخاری)

آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا:

''مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس کا قتل کفر ہے''......(بخاری و مسلم)

اے چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپے سے باہر ہو جانے والے مسلمانو! اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی وصیت سنو، حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

''لوگو! تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے کے لیے ایسی ہی حرام ہیں، جیسے تمہارے لیے آج کا دن اور اس شہر اور مہینے کی حرمت۔ خبردار! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔''

المختصر! آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی تعلیمات میں مسلم اُمّہ کے لیے پیار محبت سے رہنے اور ایک دوسرے کی غلطیاں معاف کرنے کی واضح ہدایات موجود ہیں۔ ان ہدایات پر عمل کر کے ہم صحیح معنیٰ میں ایک اسلامی فلاحی معاشرہ تشکیل دے سکتے ہیں۔ اور ہمارے تمام تر طبقاتی، لسانی، علاقائی، اقتصادی، قومی، معاشرتی، سیاسی، اخلاقی اور روحانی مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ ہماری اساتذہ کرام، والدین اور علماءِ حق سے دست بستہ گزارش ہے کہ اپنے اپنے حلقۂ اثر میں 'برداشت' کو فروغ دیں۔ اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی روشنی میں عفو و درگزر، صبر و تحمل، معاف کر دینے اور رحم و کرم جیسی پاکیزہ صفات نئی نسل میں پیدا کرنے کے لیے اپنی بہترین صلاحیتیں وقف کر دیں۔ اس طرح ہم معاشرے میں بہت سے جرائم پر قابو پانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ اٰمین بجاہ النبی الکریم الامین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

حضرت خواجہ محمّد باقی باللہ قدس سرۂ العزیز

سعید آسوی

حضرت خواجہ محمّد باقی المعروف بہ خواجہ باقی باللہ ۹۷۱ھ یا ۹۷۲ھ میں کابل میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدِ ماجد قاضی عبدالسلام خلجی سمرقندی قریشی رحمۃ اللہ علیہ اربابِ فضل و صفا سے بڑے بزرگ تھے۔ حضرت خواجہ باقی قدس سرۂ کو حضرت مولانا خواجگی اِمکنگی سے خلافت ہے۔ بچپن ہی سے بزرگی و ہمّت کے آثار آپ کی پیشانی مبارک سے نمایاں تھے۔ گوشہ نشینی کا آغاز اسی دور سے ہو چکا تھا۔ علومِ رسمی کی تعلیم مولانا صادق حلوائی سے حاصل کی جو اس زمانہ کے علماءِ کبار سے تھے۔ پھر مردانِ خدا کی تلاش میں ماوراء النہر کا کونہ کونہ چھان مارا۔ پھر دلّی اور لاہور کے سالکوں اور مجذوبوں سے ملاقات کی اور فیض پایا۔ ایک ایسے ہی سفر میں تھے (ماوراء النہر کے ایک شہر کی طرف) کہ حضرت خواجگی قدس سرۂ نمودار ہوئے اور فرمایا 'اے فرزند چشمِ ما براہ شما است' (ہماری آنکھ تمہاری راہ پر لگی ہوئی ہے)۔ آپ نے کیف و سرور کے عالم میں بے ساختہ جواب دیا:

مے گزشتم زغم آسودہ کہ ناگہ زکمیں عالم آشوب نگاہے سرِ راہم بگرفت

یعنی میں غم سے آزاد پھر رہا تھا کہ اچانک ایک عالم آشوب نظر نے گھات سے نکل کر سرِ راہ ہی مجھے گرفتار کر لیا۔

قصّہ کوتاہ آپ نے مولانا موصوف کی خدمت میں حاضر ہو کر نہایت عنایات و رعایات حاصل کیں۔ آپ کے احوالِ حاصلہ سن کر انہوں نے تین دن رات آپ کو اپنی صحبت میں رکھا۔ پھر فرمایا، 'تمہارا کام بعنایتِ الٰہی اس سلسلہ عالیہ کے اکابر کی روحانیت سے انجام کو پہنچا ہوا ہے، اب تم پھر ہندوستان جاؤ تا کہ تمہارے ذریعہ سے یہ سلسلہ عالیہ فروغ پائے۔ ان کے حکم پر استخارہ جو کیا تو وہ بھی اسی کے موافق پایا چنانچہ ہندوستان میں آ گئے۔ سال بھر تک لاہور کو مستفید کرنے کے بعد دہلی کا رُخ کیا۔ محض تین چار سال میں ہندوستان میں روحانی و ایمانی انقلاب برپا کر کے رکھ دیا۔ جسے دیکھتے تڑپ کر رہ جاتا۔

تحمّل و بردباری کا یہ عالم تھا کہ اگر چہ جانثاروں کی ایک فوج ہمراہ ہوتی، مگر کوئی سختی سے پیش آتا تو بھی نہایت مہربانی سے پیش آتے اور کسی جانثار کو تلخ کلامی تک نہ کرنے دیتے۔ شفقت و رحمت کا یہ ماجرا تھا کہ ایک دفعہ لاہور میں قحط پڑا، آپ یہیں تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے کئی دن تک کھانا نہ کھایا۔ ماحضر کو بھوکوں کے لیے بھیج دیتے اور قوّتِ روحانی پر گذارا کرتے۔

تواضع و انکساری اپنی آخری حدوں کو پہنچی ہوئی تھی۔ کوئی آپ کی بزرگی کا شہرہ سن کر حاضرِ خدمت ہوتا تو فرماتے تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے، مجھ میں تو ایسی کوئی بات نہیں۔ اگر چہ ابتدا سے انتہا تک بڑے بڑے عظیم الشان حالات آپ پر وارد ہوئے تاہم آپ کی بلند ہمّت نے کسی ایک حال و کشف پر قناعت نہ کی۔ بلکہ باوجود کمال کے آپ ہمیشہ اپنی نایافت کا اظہار فرماتے تھے۔ اور عین بحرِ وصال میں خشک لب و تشنہ رہتے تھے جیسا کہ آپ کی اس رباعی سے معلوم ہوتا ہے:

در راہِ خدا جملہ ادب باید بود　　　　تا جاں باقیست در طلب باید بود

دریا دریا اگر بکامت ریزند　　　　گم باید کرد و خشک لب باید بود

یعنی خدا کی راہ میں ادب اختیار کرنا چاہئے۔ جب تک جسم میں جاں ہے، اس کی طلب کرنی چاہئے۔

دریا کے دریا اگرچہ بھرے ہوئے ہیں، تاہم انہیں پی جانا چاہئے اور ہونٹ خشک ہونے چاہئے۔

خدا نے آپ کو مجسّمۂ ہیبت و رعب بنا رکھا تھا، لوگ چہرہ مبارک دیکھتے ہی مرعوب ہو جاتے تھے۔ شیخ تاج الدین جو آپ کے جلیل القدر خلفاء میں سے ہیں، کا بیان ہے کہ ایک دن ہمارے خواجہ عجیب کیفیت کے ساتھ دریا کے ساحل کی طرف متوجہ ہوئے (دہلی میں قلعہ فیروزی میں آپ کی سکونت تھی جو نہایت دلکشا اور ساحلِ سمندر پر واقع تھا۔ زمانِ وفات تک آپ یہیں سکونت پذیر رہے)۔ قبا کے بند کھلے، سینہ ننگا، عمامہ پریشان، چہرہ مبارک سے شکستگی اور قلق واندوہ کے آثار نمایاں۔ آپ کی یہ کیفیت دیکھ کر میں آپ کے پیچھے ہولیا۔ جب آپ کو میری موجودگی کا احساس ہوا تو نہایت آہ و درد کے ساتھ فرمایا کہ تاج! اس قدر واردات اور احوال اور فیوضات اور انوار و اسرار مجھ پر وارد ہو رہے ہیں کہ اگر یہ دریا سیاہی ہو جائے تو ان کے لکھنے کے لیے ناکافی ہو، مگر مجھے ان سے کیا کام۔ میرا مطلوب دید و دانش سے دور ہے:

طلب بے چون و مطلب ہیچ گونہ　　　　نہ آں را شبہ و زایں را نمونہ

آپ محض دو تین سال درویشوں کی تربیت میں مشغول رہے۔ جب حضرت سیدنا مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ آپ کی عنایات سے درجۂ کمال پر پہنچ گئے تو آپ اربابِ ارادت کی تعلیم و صحبت سے کنارہ کش ہو گئے اور ان کو حضرت مجدد کے حوالہ کر کے خود گوشہ نشینی اختیار کی۔ لیکن اس دو تین برس کے عرصہ میں لاتعداد بندگانِ خدا آپ کے خوانِ دولت سے بہرہ ور ہوئے۔ آپ کے فیوض و برکات پورے ہندوستان اور باہر پھیل گئے۔ سلسلہ نقشبندیہ جو اس سے قبل مسافرانہ حالت میں تھا، آپ کے ذریعے پورے طور پر رائج ہو گیا۔ آج تک آپ کے آثار و برکات روز افزوں ہیں۔

وفات: آپ نے ماہِ جمادی الاخریٰ ۱۰۱۲ھ میں وصال فرمایا جبکہ عمرِ عزیز محض چالیس برس تھی۔ مزارِ پُر انوار دِلّی میں ہے۔

کلماتِ قدسیہ: (۱)۔ ہمارے طریقے کا دارومدار تین باتوں پر ہے۔ اہلِ سنّت و جماعت کے عقائد پر ثابت قدم رہنا، دوام آگاہی اور عبادت۔ اگر کسی شخص کی ان تین چیزوں میں سے ایک میں خلل و فتور آ جائے تو وہ ہمارے طریقہ سے خارج ہے۔ ہم عزّت کے بعد ذلّت اور قبول کے بعد ردّ سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

(۲)۔ توکّل یہ نہیں کہ ظاہری اسباب کو چھوڑ دیں اور بیٹھ رہیں۔ کیونکہ یہ تو بے ادبی ہے۔ بلکہ سبب مشروع مثلاً کتابت وغیرہ کو اختیار کرنا چاہئے اور نظر سبب پر ہی نہ رکھنا چاہئے، کیونکہ سبب مثل دروازے کے ہے جو حق سبحانہٗ نے مسبب پر پہنچنے کے لیے بنایا ہے۔ اس صورت میں اگر کوئی شخص دروازے کو بند کر لے کہ خدا اوپر سے پھینک دے گا تو یہ اس کی بے ادبی ہے کیونکہ دروازہ خدا ہی کا بنایا ہوا ہے اور اس بات پر دلیل ہے کہ کھلا ہے۔ کھلے ہوئے کو بند نہ کرنا چاہئے۔ بعد ازاں اُسے اختیار ہے، چاہے دروازے سے بھیجے یا اوپر سے پھینک دے۔

''مکتوب نوزہم''، اُنیسواں مکتوب نمبر ۱۹

کشف المعانی لمکتوبات امام ربانی ۔۔۔۔شرح مکتوبات شریف

(محدث زماں حضرت علامہ محمد اسحاق نظیری رحمۃ اللہ علیہ)

ادارہ الحقیقہ کے لیے جہاں یہ امر باعث عزوشرف ہے وہیں ہمارے قارئین کے لیے مادیت زدہ ماحول میں، قطبِ وقت' قندیل نورانی محدث رحمانی، غوث صمدانی، امام ربانی، المجد دالمنورالف ثانی، ابوالبرکات شیخ بدرالدین احمد فاروقی، نقشبندی، سرہندی قدس سرہ العزیز کے مکاتیب جو مکتوبات امام ربانی (مکتوبات شریف) کے نام سے معروف ہیں، علوم ومعارف اور حقیقت ومعرفت کا بحرِ ذخار ہے جو اس قدر مشکل اور اَدق ہیں کہ بقول امام ربانی مجددالف ثانی علما کے علوم اور اولیاء کے معارف سے وراء ہیں جو مشکوٰۃ نبوت سے مقتبس ہیں اور الف ثانی کے مجدد کے ساتھ خاص ہیں۔ نیز یہ علوم ومعارف کشف صحیح اور الہام صریح سے ثابت ہیں جو کتاب وسنت کے عین مطابق اور اہلسنت کے عقائد وآراء کے بالکل موافق ہیں۔

ادارہ مجلّہ الحقیقہ اپنے قارئین کے لیے آسان اور عام فہم انداز میں، محدث زماں حضرت علامہ محمد اسحاق نظیری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کردہ ''**کشف المعانی لمکتوبات امام ربانی**'' جو کہ حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات شریفہ کی شرح، پہلی بار شائع کررہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ پاک حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے مزار پرانوار پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے، حضرت علامہ محمد اسحاق نظیری رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے، مجلّہ الحقیقہ کو اسلام اور تصوف کی حقیقی تصویر پیش کرنے اور قارئین کو فیض حاصل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (ادارہ الحقیقہ)

فارسی	اُردو
''درسفارش بعضے ارباب موائج نیز با پیر بزرگوار خود نوشتہ اند''	بعض حاجت مندوں کی سفارش میں نیز اپنے پیر بزرگوار کو لکھا (یعنی اہل حاجات میں سے بعض کیلئے کوئی سفارش کی ہے)
''عرضداشت احقر الخدمہ آنکہ شخصے از لشکر آمدہ وانمود کہ مبلغ وظیفہ داران فقراء دہلی وسرہند از بابت فصل خریف گزشتہ حوالہ ملازمان عتبہ علیّہ کردہ اند کہ بعد از تحقیق حق بمستحقان رسانند''	تمام خادموں سے حقیر ترین خادم (مجدد صاحب) کی عرضداشت یہ ہے کہ ایک شخص لشکر سے آیا اس نے ظاہر کیا کہ دہلی اور سرہند کے وظیفہ دار فقراء کا وظیفہ بابت فصلانہ موسم خریف (سرما) گزشتہ دربار عالیہ (دہلی) کے ملازموں (خدام) کے حوالہ کردیا ہے تا صحیح تحقیق کے بعد مستحقین تک پہچائیں۔
''بناء علی ذالک گستاخی نمودہ شد کہ ہزار تنکہ فصلانہ باسمِ شیخ ابوالحسن حافظ واہل علم وہزار تنکہ فصلانہ باسم شیخ شاہ محمد حافظ از سرکار نواب شیخ مقرر است''	اس وجہ سے گستاخی کی گئی ہے (یہ خط لکھا ہے) کہ فصلانے کا ہزار تنکہ (سکہ رائج الوقت) شیخ ابوالحسن حافظ اور اہل علم کے نام اور ہزار تنکہ فصلانہ شیخ شاہ محمد حافظ کے نام نواب شیخ کی سرکار کی طرف سے مقرر ہے۔
''مشارالیھما حی وقائم اند وشائبہ اشتباہ ندارند وکسِ خود را فرستادہ اند اعتمادی است''	دونوں جنکی طرف اشارہ کیا گیا ہے زندہ اور قائم ہیں اور شک کا شائبہ تک نہیں رکھتے (یعنی یقیناً زندہ ہیں) اور اپنے جس آدمی کو پہنچا ہے وہ اعتمادی (معتمد علیہ) ہے۔
''اگر خبر مذکور صدق داشتہ با مبلغ این دو اسامی مذکورین را حوالہ ءحامل عرضداشت نمایند مشارالیھما در سرہند اند''	اگر مذکورہ خبر سچی ہوتو ان دو مذکور آدمیوں کی نقدی اس عرضداشت کے لیجانے والے کے حوالہ کردیں یہ دونوں سرہند میں ہیں۔

سنتِ مصطفیٰ ﷺ اور جدید سائنس

علامہ مولانا محمد شہزاد قادری ترابی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆ چھوہارے کے فوائد:

چھوہارا صاف خون پیدا کرتا ہے، بھوک میں اضافہ کرتا اور بدن کو موٹا، کمر اور گردے کو طاقت دیتا ہے۔

☆ اخروٹ کے فوائد:

اخروٹ بدہضمی کو دور کرتا ہے۔ اخروٹ کا بھنا ہوا مغز سرد کھانسی کے لئے مفید ہے اخروٹ کو چبا کر داد پر لگایا جائے تو داد کا نشان مٹ جاتا ہے۔

☆ مُنقّٰی کے فوائد:

حدیث 319 میں طب نبوی لابی نعیم مُنقّٰی کھاؤ، یہ بہترین کھانا ہے۔ اعصاب (پٹھوں) کو مضبوط کرتا ہے، غصے کو ٹھنڈا، منہ کو خوشبودار اور بلغم کو دور کرتا ہے۔

☆ انجیر کے فوائد:

حدیث طب نبوی حدیث 468: انجیر کھاؤ کیونکہ یہ بواسیر کو ختم کرتی ہے اور نقرس (یعنی ایک درد جو ٹخنوں اور پاؤں کی انگلیوں میں ہوتا ہے) کے لئے مفید ہے۔

جن کے پیٹ میں بوجھ ہوتا ہے، وہ ہر بار کھانا کھانے کے بعد تین عدد انجیر کھالیں۔ انجیر موٹے پیٹ کو چھوٹا کرتا ہے۔ کھانسی اور دمے کے لئے مفید ہے۔

☆ انار اور اس کے فوائد:

انار ایک قدیم ترین پھل ہے۔ یہ تین طرح کا ہوتا ہے۔ میٹھا، کھٹا اور کھٹا میٹھا۔ تینوں کی تاثیر مختلف ہے۔ شیریں انار گرم، ترش انار ٹھنڈا اور کھٹا میٹھا انار تاثیر کے اعتبار سے متوسط ہوتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَّ نَخْلٌ وَّ رُمَّانٌ (سورۃ رحمٰن، آیت 68)

ترجمہ کنز الایمان: ان میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں۔

انار کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایسا کوئی انار نہیں جس میں جنتی اناروں کا دانہ شامل نہ ہو۔

(کنز العمال 12/155، حدیث 35319)

انار کے بے شمار فوائد میں سے چند ملاحظہ کیجئے:

☆انار میں وٹامن اے، بی، سی، کیلشیم، سوڈیم، آئرن، فاسفورس، سلفر، فولاد، ہائیڈروکلورک ایسڈ کے اجزاء وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں۔

☆معدہ، جگر، سینہ کو تقویت دیتا ہے اور خون کی کمی دور کر کے صاف خون پیدا کرتا ہے۔

☆انار بلڈ پریشر، ٹائیفائیڈ، یرقان، تلی کے امراض، بھوک میں کمی، بواسیر اور ہڈیوں کے درد کے لئے مفید ادویاتی اور قدرتی غذا ہے۔

☆انار کا استعمال ذیابیطس (Diabetes) کے مریضوں کے لئے فائدہ مند ہے۔

☆دل و دماغ کو فرحت و تازگی فراہم کرتا ہے، چہرے کی رنگت میں نکھار پیدا کرتا ہے۔

☆قوت بصارت کو تیز کرتا ہے۔

☆نزلہ، کھانسی، دمہ میں بھی فائدہ مند ہے۔ نیز پھیپھڑوں سے بلغم نکال کر انہیں طاقت دیتا ہے۔

☆انار پیشاب آور ہوتا ہے۔ لہٰذا پیشاب اور مثانے کی بیماریوں میں اس کا استعمال کار آمد ہے۔

☆مختلف امراض کے بعد ہونے والی کمزوری کو دور کرتا ہے۔

☆دانتوں اور مسوڑھوں کو مضبوط کرتا ہے۔

(ماخوذ از رسائل طب، 2/ 211-212 پھولوں، پھلوں اور سبزیوں سے علاج، ص150-149)

☆سیب کے فوائد:

پھلوں میں سیب کو سب سے زیادہ توانائی بخش سمجھا جاتا ہے۔ یہ ایک خوش ذائقہ اور غذائیت سے بھرپور پھل ہے۔ سیب کے بارے میں کہا جاتا ہے ''ناشتے میں ایک سیب کھائیے، کبھی ڈاکٹر کے پاس نہ جائیے'' سیب کے بے شمار فوائد میں سے چند پیشِ خدمت ہیں:

☆سیب دل و دماغ کو فرحت پہنچاتا ہے۔

☆دل کو طاقت دیتا اور گھبراہٹ دور کرتا ہے۔

☆سیب خون پیدا کرتا اور چہرے کا رنگ نکھارتا ہے۔

☆سیب جگر کی اصلاح کرتا، معدے کو طاقت دیتا ہے۔

☆نہار منہ (خالی پیٹ) سیب دودھ کے ساتھ لینا صحت بخش ہے۔

☆سیب کا جوس پیٹ اور آنتوں کے جراثیم مارتا ہے۔

☆سیب دانتوں اور مسوڑھوں کو مضبوط کرتا ہے۔

☆پیچش، ٹائیفائیڈ، تپ دق اور کھانسی میں مفید ہے۔

☆سیب کا مُربّہ دل ودماغ کو مضبوط کرتا ہے۔

☆سیب نظر اور حافظہ تیز کرتا ہے۔

☆سیب پتھری کی روک تھام میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

☆کچا سیب گرم کر کے ورم پر لگانا مفید ہے۔

☆سیب کولیسٹرول کو بڑھنے سے روکتا اور کم کرتا ہے۔

☆ایک تحقیق کے مطابق سیب ہر کینسر کو روکتا ہے۔

☆سیب کا سرکہ ہچکیوں کی روک تھام، گلے کی تکلیف میں راحت، نزلہ زکام سے آرام دیتا اور وزن میں کمی کرتا ہے۔

(مختلف ویب سائٹس سے ماخوذ)

☆غریبوں کا سیب (بیر) اور اس کے فوائد:

بیر ایک شیریں اور غذائیت کے لحاظ سے عمدہ پھل ہے۔ کچا بیر نقصان دہ ہے۔ طبی اعتبار سے پکا ہوا میٹھا بیر تاثیر میں کسی طرح بھی سیب سے کم نہیں۔ اسی لئے گاجر کی طرح اسے بھی "غریبوں کا سیب" کہا جاتا ہے۔ بیر کے چند فوائد پیشِ خدمت ہیں:

☆بیر معدے کی کئی خرابیوں مثلاً جلن وتیزابیت میں مفید ہے۔

☆انتڑیوں کو تقویت دیتا، بینائی تیز کرتا، تھکن وبھوک کی کمی کو دور کرتا ہے۔

☆بیر کے ستو آنتوں کے السر میں بہت مفید ہیں۔

☆ٹوٹی ہوئی ہڈی پر بیر کی گٹھلی کے قوام (یعنی گاڑھے شیرے) کا لیپ کرنا ہڈی کے جوڑنے اور درد دور کرنے میں مفید ہے۔

☆اس قوام کے بچوں کے تلوؤں پر لیپ کرنے سے وہ جلدی چلنا شروع کر دیتے ہیں۔

☆بیر کا رس دل کو تسکین دیتا، بے چینی وگھبراہٹ کو دور کرتا ہے۔

☆بیر کا رس تل کے تیل میں ملا کر جوڑوں پر مالش کرنے سے فائدہ ہوتا ہے۔

☆بیر کھانے سے پیٹ کے کیڑے مرجاتے ہیں۔

☆بیر امراض جگر، گردوں کی خرابی، جسمانی کمزوری، ہاضمے کی خرابی دور کرنے میں بھی مفید ہے۔

(پھولوں، پھلوں اور سبزیوں سے علاج، ص196، مختلف ویب سائٹ سے ماخوذ)

☆بیری کے پتوں کے فوائد:

بیری کے پتوں کے بھی کثیر فوائد ہیں۔ ان کا استعمال ناسور (وہ زخم جو ٹھیک نہ ہوتا ہو) پھوڑے پھنسی، دمہ، نکسیر، بالوں کا گرنا، کینسر، شوگر، ٹی بی، دل اور گردے کے امراض میں مفید ہے۔ بیری کے پتوں کو پانی میں جوش دے کر نہانا جادو سے حفاظت میں بھی مؤثر ہے۔

علمائے سلف کی عبادتیں

حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی مجددی علیہ الرحمہ

۲۹۔حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مشہور امام فقہ وحدیث اور صاحب المذہب کا نام محمد بن ادریس اور کنیت ابوعبداللہ ہے اور لقب امام شافعی ہے، جو آپ کے مورث اعلیٰ ''شافع'' کی طرف نسبت ہے۔ آپ ۱۵۰ھ میں فلسطین کے قریب شہر ''غزہ'' میں پیدا ہوئے، اور بعض مورخین کا قول ہے کہ آپ خاص اس دن پیدا ہوئے جس دن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی۔ دو برس کی عمر تھی کہ آپ اپنی والدہ کے ساتھ ''غزہ'' سے مکہ معظمہ آئے اور آغوش مادر میں نہایت مفلسی کی حالت میں پرورش پائی۔ سب سے پہلے مکہ مکرمہ میں حضرت سفیان بن عینیہ اور مسلم بن خالد زنجی کی خدمت میں فقہ وحدیث کی تعلیم شروع کی، پھر تیرہ برس کی عمر میں مدینہ منورہ کا سفر کیا اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی کا شرف پایا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی صورت دیکھتے ہی اپنی باطنی فراست سے معلوم کرلیا کہ یہ ستارہ ایک دن آفتاب بن کر چمکنے والا ہے۔ چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی شفقت کے ساتھ یہ نصیحت فرمائی کہ صاحبزادے! تم تقویٰ کی زندگی اختیار کرو، عنقریب تمہاری ایک نرالی شان ہونے والی ہے۔ پھر عراق کا سفر فرمایا۔ حضرت امام محمد شاگرد امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی والدہ ماجدہ سے نکاح فرمالیا تھا اس لئے وہ آپ پر بے حد شفیق تھے۔ چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ خود بھی فرمایا کرتے تھے کہ فقہ میں مجھ پر سب بڑا احسان امام محمد کا ہے۔ آپ آخری عمر میں بغداد سے مصر تشریف لے گئے اور وہاں شب جمعہ بعد مغرب چون برس کی عمر میں وفات پائی۔

آپ تقویٰ شعاری و پرہیزگاری، نیز کثرت عبادت میں بھی اپنے دور کے بے مثال عابد وزاہد اور صاحب ولایت وباکرامت بزرگ تھے۔ ہمیشہ آپ کا یہ معمول رہا کہ ایک تہائی رات میں عبادت کرتے اور ایک تہائی رات میں تصنیفات تحریر کرتے زندگی بھر کبھی کوئی جھوٹ آپ کی زبان پر نہیں آیا نہ کبھی قسم کھائی۔ سخت سے سخت سردیوں میں بھی کبھی جمعہ کا غسل نہیں چھوڑا اور سولہ برس تک لگاتار کبھی پیٹ بھر نہیں کھایا۔ آپ نے فقہاء ومحدثین کے علاوہ اپنے دور کے بہت سے مشائخ صوفیہ کی بھی صحبت اٹھائی۔ اہلِ بیت کرام سے والہانہ محبت رکھتے تھے۔ آپ بہت ہی متبع سنت تھے اور اپنے زمانے کے بددینوں اور بدعقیوں یعنی فرقہ مرجیہ وقدریہ وروافض وخوارج سے انتہائی اجتناب ونفرت فرمایا کرتے تھے اور صاف صاف اعلان فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی بدعقیدہ ہوا میں بھی اڑنے لگے، جب بھی وہ میری نظر میں قابلِ قبول نہیں ہوسکتا۔ آپ کے مذہب کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی اور آج بھی آپ کے مقلدین کروڑوں کی تعداد میں مصر ویمن اور انڈونیشیا و ہندوستان کے علاقہ کوکن وغیرہ میں موجود ہیں۔ (کمال وطبقات شعرانی وتہذیب التہذیب)

۳۰۔حضرت شمس الدین محمد بن جزری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شمس الدین محمد بن محمد جزری رحمۃ اللہ علیہ ۲۵ رمضان ۷۵۱ھ میں بمقام دمشق پیدا ہوئے اور مغرب کے بڑے بڑے شہروں کی مرکزی درسگاہوں میں سفر کرکے فقہ وحدیث اور فن قرات کا علم حاصل کیا اور خوب خوب علم قرات وحدیث کی تعلیم واشاعت فرمائی۔ اور آپ کو اس قدر شہرت حاصل ہوئی کہ بلاد مغرب میں ''امام اعظم'' کے لقب سے مشہور ہوگئے۔ باوجود کہ آپ کے پاس علم حدیث اور علم قرات کے طلبہ کا ہروقت میلہ لگا رہتا تھا۔ مگر پھر بھی آپ اپنے اورادووظائف اور کثرت عبادت کے بہت پابند تھے۔ سفر اور وطن میں ہمیشہ ساری رات نوافل پڑھتے رہتے اور ہر دوشنبہ اور پنج شنبہ کو روزہ رکھتے اور مہینے میں تین روزے برابر رکھتے تھے۔ آپ کی تصانیف کردہ دو کتابیں بہت مشہور ہیں۔ حدیث میں ''حصن حصین'' اور قرات میں النشر فی القرات العشر۔ اخیر عمر میں شیراز میں سکونت اختیار کرلی تھی، جہاں جمعہ کے دن ۸۳۳ھ میں آپ کا وصال ہوگیا۔ (بستان المحدثین)

حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ کی چند کرامات

(یہ تمام واقعات میں نے اپنے استاد گرامی جناب ممنون حسین آسوی سے سنے ہیں)

(مرتبہ:علامہ تابش آسوی)

مرشدِ کامل سے رشتہ غلامی استوار کرنے کے فوائد وثمرات کیا ہیں؟ اس سوال کا جواب حاصل کرنے کے لئے سوچئے اسلام وایمان نے جس فلاح وکامیابی کی خوشخبری دی ہے، وہ صرف عقبیٰ سے متعلق ہے یا اس جیتی جاگتی دنیا میں بھی اس کی جھلکیاں میسر آسکتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین حق دو جہان کی خیر وعافیت کا ضامن ہے اور اس کا مقصود دنیا وآخرت کی ہر منزل پر انسان کو فوز وفلاح سے ہمکنار کرنا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے بارے میں فرماتا ہے:

وَابْتَغُوْ اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ

(اور اللہ کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔ المائدہ) کی تعمیل ہے۔ گویا اللہ کی رحمت ان پاکان بارگاہ کے طفیل ملتی ہے۔ رب العٰلمین کا فضل محدود نہیں، اس کے حبیب لبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام عالمین میں نعمت وبرکت تقسیم کرنے کے لئے تشریف لائے اور اولیاء اللہ اسی سلطان دوسرا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نمائندے ہیں تو ان کے آستانوں سے دو جہان کی خیر وخوبی کیوں نہ ملے۔ اسی فضلِ حق کی طلب میں دنیا کے جلیل القدر بادشاہ، ان اللہ والوں کی جاروب کشی کرتے رہے، ان کی دعا وتوجہ سے تاج وتخت کے وارث بنتے رہے اور ان کی نظر کرم سے قلب وروح کا سکون حاصل کرتے رہے۔ یوں سمجھئے خدائے بزرگ وبرتر کی معرفت، رسول انس وجاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت، ایمان ویقین کی پختگی، قبر وحشر میں سرخروئی، جنت کا حصول ہی ان بزرگوں کے توسل سے نہیں ہوگا بلکہ یہاں اس دنیا میں بھی آفات وبلیات کا ٹلنا، مصائب وآلام کا دور ہونا، حوادث روزگار سے محفوظ رہنا، خوشحالی وفارغ البالی، صحت وقوت بدنی انہیں کی نظر کیمیا اثر کے فیض عمیم سے ہے۔ مرشد کامل مل گیا تو گویا کونین کے مسائل حل ہوگئے۔ ہمارے مرشدِ کامل شیخ الطریقہ، لسان الحقیقہ، سیدئی ومولائی ومرشدی اعلیٰحضرت عظیم البرکت حضور مفکرِ اسلام قبلہ پروفیسر محمد حسین آسی علیہ الرحمہ کا شمار اللہ تعالیٰ کے ان مقرب بندوں میں ہے جن کو رب تعالیٰ نے یہ طاقت بخشی ہوئی ہے کہ وہ در پر آنے والے کی ہر حاجت پوری فرماتے ہیں۔ انہیں کے بارے میں حدیثِ قدسی میں آیا ہے کہ:

كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِی يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِیْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ يَمْشِیُ بِهَا (بخاری شریف)

''میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے''۔

اب آیئے آپ کی حیاتِ مبارکہ کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمایئے کہ آپ کس طرح اللہ رسول ومرشد کریم کے طفیل ہر آنے والے کی ضروریات کو پورا فرماتے تھے، بلکہ اب بھی فرما رہے ہیں:

☆ **میرے استادِ گرامی** (جناب ممنون حسین آسوی صاحب) بیان فرماتے ہیں:

''کہ 1998ء کی بات ہے کہ میں لاہور میں سروس کرتا تھا، ایک دن کی چھٹی کے لئے گھر آیا، تو حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ بعد از دست بوسی حضور نے فرمایا ''کتنے دن کی چھٹی آئے ہو'' عرض کی حضور ایک دن کی۔ فرمایا ''میلاد اِدھر نہیں کرنا''

عرض کی ''حضور اِدھر ہی کرلوں گا'' پھر دل میں خیال آیا کہ چھٹی تو صرف ایک دن کی ہے۔ پھر حکم کی تعمیل کی اور میلاد شریف حضور کے ساتھ ہی منایا۔ چوتھے دن جب ڈیوٹی پر گیا تو دیکھ کے حیران رہ گیا کہ جس آدمی کی ڈیوٹی رات کی تھی وہ میری جگہ دن میں بھی ڈیوٹی دے رہا ہے، جبکہ وہ رات کی ڈیوٹی کے بعد صبح کام کے لئے جاتا تھا۔ اب وہ کام پر جانے کی بجائے میری جگہ ڈیوٹی دے رہا ہے۔ میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ میرا تین دن سے کام پر جانے کو دل ہی نہیں کیا اس لئے میں آپ کی جگہ دن میں بھی ڈیوٹی پر کھڑا ہو گیا۔ بس میں سمجھ گیا کہ اِدھر سرکار کا مجھے روکنا اور اُدھر اس کا میری جگہ پر ڈیوٹی دینا۔۔۔۔۔۔

☆ ''اسی طرح ایک اور واقعہ میرے ساتھ یوں پیش آیا کہ میں نے سروس کے دوران چھٹی گزار کر واپسی کے لئے تیاری کی۔ تیاری کرتے لیٹ ہو گیا ابھی حضور سے اجازت بھی طلب کرنی تھی اور بس کے جانے کا بھی وقت ہو گیا تھا۔ دل میں خیال آیا کہ بغیر اجازت ہی چلے جاتا ہوں، کیونکہ گاڑی جانے ہی والی تھی، مگر بغیر اجازت جانا بھی طبیعت کو گراں گزرا۔ ساری باتوں کو ایک طرف رکھ کر حضور سے اجازت طلب کرنے کے لئے بارگاہِ عالی میں حاضر ہو گیا۔

دست بوسی کے بعد حضور نے دعاؤں کے ساتھ اجازت دے دی۔ میں بس اسٹینڈ پر پہنچا تو بس جا چکی تھی پھر میں دوسری بس پر سوار ہو گیا۔ راستے میں پہلی بس ملی جس کا بری طرح Accidenet ہو چکا تھا، اس پر سوار مسافر زخمی ہو گئے تھے۔ یوں حضور کی اجازت نے مجھے محفوظ رکھا۔

☆ ''1996ء کی بات ہے میں تھرڈ ائیر کا طالب علم تھا۔ رمضان شریف میں اعتکاف کے لئے حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ سے اجازت طلب کی۔ آپ کی اجازت سے میں اور خالہ زاد بھائی (پرنسپل نقشِ لاثانی سکول چودھری نعیم اخلاق صاحب) جو کہ حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ کے مرید بھی ہیں، اعتکاف کے لئے بیٹھ گئے۔ دوران اعتکاف حضور کی یاد ستانے لگی، حضور کی والہانہ محبت دید کی طلبگار تھی، ہم دونوں بیٹھ کر حضور ہی کی باتیں کر رہے تھے کہ ہم تو ان سے ملنے اب نہیں جا سکتے، کیا ہی بندہ نوازی ہو اگر حضور خود ہی دیدار سے نواز دیں:

مرشد دا دیدار ہے باھو مینوں لکھ کروڑاں حجاں ہو

اتنا ہی کہنا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی، چھوٹے بچے نے دروازہ کھولا تو حضور قبلہ عالم جلوہ فرما تھے۔ حضور خود تشریف لائے اور دیدار سے مشرف فرمایا اور ساتھ پچاس روپے بھی عنایت فرمائے''۔

☆ جناب ممنون حسین آسوی صاحب فرماتے ہیں:۔

''حضور قبلہ عالم کی تشریف آوری سے قبل نقشِ لاثانی نگر (سابقہ فیصل ٹاؤن) میں جنات وغیرہ کا ڈیرا تھا۔ آئے دن کسی کے ساتھ سایہ کا مسئلہ درپیش رہتا، جس کی وجہ سے لوگ بہت پریشان رہتے تھے۔ ایسے میں ان کے حالات پر رحم فرمانے کے لئے بلکہ یوں کہیں کہ ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت حضور قبلہ عالم کے ذریعے برسائی۔ ایک مرتبہ ایک آدمی میں جن حاضر ہوا، اسے آپ کی بارگاہ میں لے کر آئے۔ آپ علیہ الرحمہ نے جن سے فرمایا کہ ''کیوں لوگوں کو تنگ کرتے ہو آئندہ کسی کو تکلیف مت دینا'' مزید آپ نے فرمایا ''یہاں سے چلے جاؤ''۔ عرض کی حضور ہم تو یہاں گروہ کے گروہ رہتے ہیں ہم نے یہاں بسیرا کر لیا ہے آپ نے فرمایا ''اب بس یہاں سے کوچ کرو''۔ بس پھر اس کے بعد وہ جنات وغیرہ وہاں سے چلے گئے اور پھر کبھی وہاں کسی کو تنگ نہیں کیا، بلکہ اگر کسی اور گاؤں میں کسی کو ایسی تکلیف ہوتی تو جب نقشِ لاثانی نگر کی حدود میں داخل ہوتا تو جن وغیرہ نکل جاتے اور وہی بستی حضور کے قدم رنجہ فرمانے سے سکون وراحت کا گہوارہ بن گئی۔

☆ ڈاکٹر محمود احمد کاوش صاحب بیان فرماتے ہیں:۔

’’کہ میں بی۔اے کا آخری پیپر دے کر گاؤں واپسی کے لئے بس پر بیٹھا، دیکھا کہ حضور قبلہ عالم علیہ الرحمہ بھی اسی گاڑی میں تشریف فرما ہیں، حضور علی پور شریف جا رہے تھے۔حضور نے دریافت فرمایا’’ کاوش صاحب پیپر ہو گئے‘‘عرض کی جی جناب، ساتھ ہی میں نے عرض کی حضور دعا فرما دیں پانچ سو چالیس (540) نمبر آ جائیں، حضور نے فرمایا’’ کاوش صاحب پانچ سو انتالیس (539) سے کام چل جائے گا‘‘عرض کی جی حضور۔ میں نے گاؤں میں آ کر لوگوں کو بتایا کہ میں بی اے میں پاس ہو گیا ہوں۔ لوگ حیران تھے کہ آج ہی آخری پیپر دے کر آیا ہے اور کیسی بات کر رہا ہے۔ پھر کیا تھا جب رزلٹ آیا تو میرے پانچ سو انتالیس (539) ہی نمبر آئے‘‘۔

☆ چودھری نعیم اخلاق صاحب پرنسپل نقشِ لاثانی ہائی سکول (سابق وائس چیئرمین بلدیہ شکر گڑھ) اپنی آپ بیتی سناتے ہیں:۔

’’کہ ایک مرتبہ رات کے وقت میں اور رانا عبدالجبار صاحب (ایم ڈی ورچوئل یونیورسٹی شکر گڑھ) ہم لاہور سے واپس شکر گڑھ آ رہے تھے کہ گاڑی پہ ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا اور خوب لوٹ مار کی۔ ہم گھبرا گئے کیونکہ ہمارے پاس کچھ قیمتی سامان اور لاکھ سے زیادہ رقم بھی تھی، عبدالجبار صاحب نے سارا سامان اور پیسے میرے حوالے کر دیئے۔ میں نے ان سے کہا کہ حضور قبلہ عالم علیہ الرحمہ کو یاد کرو انشاء اللہ مشکل حل ہو گی، ڈاکوؤں نے گاڑی میں موجود تمام لوگوں کا مال ضبط کر لیا ما سوا ہم دونوں کے۔ جب ہم شکر گڑھ پہنچے رات کے دو اڑھائی کا وقت تھا، گاڑی سے اترنے کے بعد میں سیدھا حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا کیونکہ مجھے علم تھا کہ حضور اس وقت مصلے پر مشغولِ عبادت ہوتے ہیں۔ آتے ہی سرکار نے فرمایا کہ’’ پرنسپل صاحب کوئی نقصان تو نہیں ہوا، خیریت سے پہنچ گئے۔ کہتے کہ میں ابھی کچھ عرض کرنے ہی لگا تھا کہ آپ نے فرمایا’’جن پر حضور نقشِ لاثانی کا سایہ رحمت ہے ڈاکو انہیں نقصان نہیں پہنچا سکتے‘‘۔

☆ صوفی آصف صاحب آف شکر گڑھ (جنہوں نے حضور قبلہ عالم علیہ الرحمہ کو رہائش کے لئے جگہ کا نذرانہ پیش کیا) بیان کرتے ہیں کہ:۔

’’ایک مرتبہ میری صحت خراب ہو گئی پیچش لگ گئے۔ چیک اپ بھی کروایا دوائی کا بھی بھرپور استعمال کیا مگر افاقہ نہ ہوا’’مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی‘‘ والی صورتِ حال ہو گئی۔ جو بھی عیادت کے لئے آتا یہی کہتا تھا اس کا وقت نزع قریب آ گیا ہے۔ گھر والے غمگین بیٹھے تھے لوگ میرے گرد جمع ہو گئے۔ ممنون صاحب اور ان کے ساتھ کچھ دوست عیادت کے لئے آئے۔ جب انہوں نے میری صورتِ حال دیکھی تو میری چارپائی اٹھائی ،ہسپتال لے گئے، مجھے ہسپتال داخل کروا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے جناب ممنون آسوی صاحب کو میرے لئے وسیلہ بنایا آپ حضور قبلہ عالم علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور میری روداد سنائی۔ حضور فوراً اٹھے اپنا عصا مبارک پکڑا، موٹر سائیکل منگوائی اور ہسپتال آ گئے۔ جا کے ڈاکٹر سے دریافت فرمایا کہ کیا صورتِ حال ہے، ڈاکٹر صاحب نے بتایا دس فیصد امید کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح آپ مسلسل دریافت فرماتے گئے یہاں تک کہ ڈاکٹر صاحب نے عرض کی ستر فیصد اب حالت ٹھیک ہے، پھر آپ واپس آستانہ عالیہ پر تشریف لے آئے۔ یوں میں حضور قبلہ عالم کی علیہ الرحمہ کی نظرِ عنایت سے سو فیصد ٹھیک ہو گیا اور دیکھنے والے حیران تھے کہ میرا بچنا تو ممکن نہ تھا‘‘۔

☆ حافظ عبدالرزاق صاحب (پورن والے) جن کو حضور مفکرِ اسلام طوطیِ پاکستان کہا کرتے تھے۔ اپنا واقعہ کچھ یوں بیان کرتے ہیں:۔

’’مجھے ایک مردِ قلندر کی حسرت و جستجو تھی میری یہ حسرت جذبۂ جنون میں بدل گئی۔ بہت سے بزرگوں کا سنا بھی تھا اور کافی کی زیارت سے مشرف بھی ہوا تھا، کچھ بزرگوں نے بیعت کا کہا بھی لیکن کسی پر مطمئن نہ ہوا۔ میں کئی دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نمازِ عشاء کے بعد رو رو کر

عرض کرتا۔ میرے ذہن میں آیا کہ کاش اس دور میں اگر علی پور شریف کے تاجدار حضور نقش لاثانی علیہ الرحمہ ہوتے تو میں ان کے دست حق پر ست پر بیعت ہو جاتا، میرا رجحان انہیں کی طرف تھا۔ عشاء کی نماز کے بعد دو دن رو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتا رہا اور دو دن ہی مجھے قبلہ حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ کی زیارت ہوتی رہی۔ مجھے اشارہ مل گیا! ڈاکٹر شبیر آف امرال جو اس وقت ایف۔ایس۔سی کے طالب علم تھے ۔وہ گھر سے کتاب لے کر کھیتوں کی طرف باہر نکلے، میں نے انہیں دیکھا اور ان کے پاس گیا۔ مجھے اس بات کا علم تھا کہ یہ حضور قبلہ عالم علیہ الرحمہ کے مرید ہیں۔تو میں نے ان سے کہا کہ میں حضور قبلہ عالم کی بیعت ہونا چاہتا ہوں تو انہوں نے کہا کہ آپ سچ میں اُن کے دست حق پر بیعت ہونا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا جی ہاں ۔تو ڈاکٹر شبیر کے ساتھ آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا تو ڈاکٹر شبیر صاحب اندر گئے اور جناب ممنون حسین آسوی سے کہا کہ حافظ عبدالرزاق صاحب بیعت کے لئے آئے ہیں۔ پھر ہم تینوں حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حافظ عبدالرزاق صاحب بیعت کے لئے آئے ہیں، حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ نے فرمایا'' عبدالرزاق تے وڈا بندہ اے ،ایہنوں تے کسے وڈے پیر دی بیعت ہونا چائی دا ایہہ'' میں نے کہا حضور بس اس کے آگے مجھے اور کوئی نظر نہیں آیا۔ میں نے ابھی وہ بات نہیں بتائی کہ اگر حضور نقشِ لاثانی علیہ الرحمہ ہوتے تو میں اُن کی بیعت ہونا چاہتا تھا۔ حضور مفکرِ اسلام علیہ الرحمہ نے مہربانی فرمائی اور کرم نوازی فرمانے کے بعد فرمایا'' عبدالرزاق توں اصل چہ ساڈا مرید نئیں بلکہ حضور نقشِ لاثانی علیہ الرحمہ دا مرید ایں'' واللہ باللہ تاللہ ایمانداری کی بات ہے کہ میرے سینے میں ٹھنڈسی پڑ گئی اور میرا دل سو فیصد مطمئن ہو گیا پھر ممنون حسین آسوی سے فرمایا کہ انہیں باقی باتیں بتا دیں۔ حضور مفکرِ اسلام قبلہ پروفیسر محمد حسین آسی علیہ الرحمہ کے دستِ حق پر بیعت ہونے کے بعد میں نے خود کو کبھی تنہا محسوس نہیں کیا وہ زندگی کے ہر موڑ پر میرے ساتھ کھڑے رہے اُنہوں نے کبھی مشکلوں میں میرا ساتھ نہیں چھوڑا''۔

☆ **دل کا حال:** ۔یہی حافظ صاحب راوی ہیں:۔

''میری کمر میں درد کا مسئلہ بن گیا۔ لاہور ڈاکٹر صاحب کو چیک اپ کرایا تو ڈاکٹر صاحب نے کچھ ہدایات فرمائی جن میں ایک یہ تھی کہ بکرے کا گوشت کھانا ہے۔ جناب حافظ عبدالرزاق صاحب بیان فرماتے ہیں کہ لاہور سے واپسی پر میں نے سوچا کہ حضور قبلہ عالم کی زیارت بھی کرتے جاؤں۔ میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ اگر آپ نے فرمایا کہ کھانا کھا کر جانا، مجھے تو ڈاکٹر صاحب نے بکرے کا گوشت کھانے کے لئے کہا ہے، اِدھر شاید لنگر شریف میں کیا ملے۔ جب حضور کی بارگاہ میں پہنچا تو آپ نے فرمایا'' جاؤ لنگر شریف کھالو' ساتھ ہی جو خادمِ دربار لنگر شریف لاتا تھا اُسے فرمایا کہ اندر سے بکرے کا گوشت لانا۔ وہ مٹی کے پیالے میں بکرے کا گوشت لایا، میں نے کھانا شروع کیا اور ساتھ سوچتا رہا کہ کمال کی بات ہے بغیر بولے بھی آپ دلوں کے حال سے واقف ہیں۔ کھانے کے بعد حضور نے مزید فرمایا کہ'' عبدالرزاق صاحب ڈاکٹر نے جیسا کہا ہے اُن کی باتوں پر عمل کرو''۔

☆ انہی کی روایت ہے:۔

'' کہ ایک مرتبہ برادری میں سے ایک شخص کے ساتھ میرا جھگڑا ہو گیا۔ اس جھگڑے کے باعث میں نہایت پریشان تھا۔ حالات بہت سنگین ہو گئے تھے ہاتھا پائی تک نوبت پہنچ گئی۔ قرابت دار مجھے تھانے رپورٹ کا کہتے تھے لیکن میں کسی کی بات نہیں سنتا تھا۔ میں نے بس سوچ لیا تھا کہ یا تو میں نہیں رہوں گا یا انہیں مار ڈالوں گا، مسئلہ بس ایسے ہی حل ہوگا۔ پھر میرے نسبتی بھائی نصیر صاحب کے ذہن میں یہ بات آئی کہ

ان کوحضور قبلہ عالم کی بارگاہ میں لے چلتے ہیں وہاں ہی سے بات بنے گی۔ہم حضور قبلہ عالم کی بارگاہ عالی میں حاضر ہوئے بھائی نصیر صاحب نے روداد سنائی تو سرکار نے فرمایا عبدالرزاق ''جلدی تھانے جاو درخواست کروا کے آؤ'' پھر کیا تھا! بس درخواست ہی دی اور صبح ہوتے ہی آئے سارے منت سماجت کرنے لگے۔بات کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ والوں کی نظرِ کرم بڑے بڑے مسئلے حل کر دیتی ہے۔

☆ **بات بن گئی:** حافظ عبدالرزاق صاحب ہی روایت کرتے ہیں:۔

''کہ ایک مرتبہ میں حضور کی بارگاہ میں حاضر تھا اور کافی پریشان تھا۔پریشانی چہرے سے لاحق ہو رہی تھی،سرکار نے فرمایا''عبدالرزاق پریشان کیوں ہو'' عرض کی''حضور میں اور میرے کچھ دوستوں نے ایک ایجنٹ کو اڑھائی اڑھائی لاکھ روپے جمع کرائے تھے،مگر وہ ہمارے ساتھ فراڈ کر گیا پیسے لے کر بھاگ گیا''۔سرکار نے کچھ دیر خاموشی کے بعد فرمایا''عبدالرزاق صاحب تیرے تینوں مل جان گے''۔میں نے سوچا کہ بات بن رہی ہے عرض کی''حضور وہ تایا کا بیٹا بھی ہے''۔فرمایا''عبدالرزاق صاحب تیرے تینوں مل جان گے''۔بس پھر کیا تھا بات بن گئی،ان گیارہ لوگوں میں سے بس مجھے ہی میرے پیسے ملے،ان کی نظر عنایت آج تک میرے بگڑے کام بنا رہی ہے''۔کیونکہ میرا پیر بڑا ہی لجپال ہے۔

لجپال پریت نوں توڑ دے نئیں
جیڑی بانہہ پھڑلین اونہوں چھوڑ دے نئیں

☆ **پروفیسر منور صاحب** بیان کرتے ہیں:۔

''ایک مرتبہ حضور مفکرِ اسلام علیہ الرحمہ نے مجھے فرمایا''منور صاحب علی پور شریف چلیں''۔عرض کی''جی حضور''۔جانے سے پہلے میں نے دیکھا کہ موٹر سائیکل میں پٹرول کم ہے یہ تو بس دو کلومیٹر تک ہی چل سکے گی،سوچا کہ چلو راستے میں پٹرول ڈلوا لوں گا۔ہم روانہ ہوئے تو راستے میں عرض کی''حضور تیل ڈلوانا ہے'' فرمایا''چلو اللہ رسول کی سپرد'' علی پور شریف حاضر ہوئے،حاضری کے بعد واپسی پر بھی تیل نہ ڈلوایا۔حالانکہ شکر گڑھ سے علی پور شریف کا فاصلہ 60 کلومیٹر کا ہے۔عقل دھنگ ہے کہ موٹر سائیکل میں تیل نہ ہونے کے باوجود 120 کلو میٹر کا سفر طے کیا،جب گھر آیا تو دیکھا کہ موٹر سائیکل کی ٹنکی میں اتنا ہی پٹرول ہے جتنا گھر سے نکلتے وقت تھا''۔

☆ **ماسٹر ذوالفقار صاحب** (مرید حضور نقش لاثانی علیہ الرحمہ) اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں:۔

''کہ میری شادی کو چار سال گزر چکے تھے لیکن میں اولاد کی نعمت سے محروم تھا۔اور میری بیوی بھی بیمار رہتی تھی،پریشانی گھیرا ڈالے ہوئے تھی۔ایک دن میں حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا،پریشانی میرے چہرے سے بھی نمایاں۔حضور کے پوچھنے پر بتایا کہ حضور شادی کو چار سال ہو گئے ہیں لیکن اولاد کی نعمت سے محروم ہوں۔بیگم بھی بیمار رہتی ہیں،فرمایا''بے غم ہو جاؤ''۔بس آپ کا یہ فرمانا تھا کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹے کی نعمت سے نواز دیا۔ان کی نظر عنایت سے آج ماشاءاللہ میرے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں اس کے بعد بیگم بھی تندرست ہو گئی۔

☆ **جناب شاکر صاحب محلّہ افضل پور** (مرید حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ) بیان کرتے ہیں:۔

''کہ میں ایک دن حسب معمول حضور کی خدمت میں حاضر تھا تو اچانک سرکار نے فرمایا'' گھر چلے جاؤ'' دل میں سوچا کہ حضور نے پہلے تو کبھی ایسا نہیں فرمایا بہر حال حکم عالیہ کی تعمیل کی ابھی میں آستانہ عالیہ سے باہر نکلا ہی تھا کہ آگے سے والدہ صاحبہ ملیں،وہ مجھے لینے آ رہی تھیں

انہوں نے بتایا کہ تمہارے بھائی کے چوٹ لگ گئی ہے۔ اللہ اکبر! کیا ہی کہنے ان اللہ والوں کے۔

☆ **بشارت صاحب** آف نقشِ لاثانی نگر (خادمِ خاص حضور مفکرِ اسلام) بیان کرتے ہیں:۔

''کہ حضور قبلہ عالم علیہ الرحمہ کی رہائش گاہ جب نور مسجد کی پچھلی طرف تھی۔ ایک دن حضور قبلہ عالم علیہ الرحمہ کسی پروگرام سے اذانِ مغرب کے قریب واپس گھر تشریف لائے۔ ابھی دروازے میں تھے کہ اندر سے مرغیوں کے کٹاکٹانے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ حضور نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ مرغیوں کی آوازیں کیوں آ رہی ہیں، عرض کی حضور ڈربے میں مرغیاں ہیں اور یہاں ایک بلا بھی رہتا ہے۔ اور وہ مرغیوں والے ڈربے میں چلا جاتا ہے اور مرغیاں ڈر کر باہر آ جاتی ہیں آپ نے ڈربے کے پاس جا کر دیکھا کہ وہاں مرغیاں بھی تھیں اور بلا بھی، فرمایا ''تسی کٹھے نئیں رہ سکدے''۔ بشارت صاحب کہتے ہیں اس کے بعد بلا اور مرغیاں اکٹھے ہی ایک ڈربے میں رہنے لگے۔

پتہ چلا کہ اللہ والوں کا اختیار انسانوں پر ہی نہیں بلکہ جانوروں پر بھی حکومت ہوتی ہے۔

☆ چودھری محمد حسین مرحوم (آف ہلاں) اپنی آپ بیتی بیان کرتے تھے:۔

''ایک دفعہ میں ٹریکٹر سے ہل چلا رہا تھا، ہل چلاتے چلاتے ٹریکٹر الٹ گیا اور میں اس کے نیچے آ گیا پریشانی سے پسینے چھوٹ گئے کچھ دیر کے لئے یوں لگا کہ شاید آخری وقت آ گیا ہے۔ پھر سوچا کہ میں تو حضور قبلہ عالم علیہ الرحمہ کا مرید ہوں، ان کا ماننے والا ہوں مجھے بھلا وہ تکلیف میں کیسے دیکھ سکتے ہیں۔ ابھی سرکار کو یاد ہی کیا تھا کہ ٹریکٹر تھوڑا اوپر ہو گیا دوسری بار پھر سرکار کا نام مبارک لیا تو ٹریکٹر اور اوپر ہو گیا۔ تیسری بار پھر یاد کیا تو ٹریکٹر اتنا اوپر ہوا کہ میں ٹریکٹر کے نیچے سے نکل گیا۔ سرکار کی اس کرامت نے میرے ایمان کو تازگی بخش دی۔ اس کے بعد وہ دس سال زندہ رہے اور ان دس سالوں میں وہ اس طرح کی تکلیفوں سے محفوظ رہے، کیونکہ ولی کامل کا ہاتھ اصل میں اللہ کا ہاتھ ہے''۔

☆ آسیہ بی بی آف شکر گڑھ (جناب ممنون آسوی صاحب کی خالہ زاد بہن) جو حضور قبلہ عالم کی بیعت ہیں، اپنا واقعہ بیان کرتی ہیں:۔

''کہ میری شادی حضور قبلہ عالم علیہ الرحمہ نے میرے ماموں زاد بیٹے سے کروائی۔ ابھی شادی کو کچھ دن ہی ہوئے تھے کہ سسرال میں میرا دل نہیں لگتا تھا اور والدہ صاحبہ بھی مجھے لینے نہیں آئیں۔ ایک دن دل میں خیال آیا کہ لوگوں کے پیر و مرشد مشکلات حل کرتے ہیں ان شاء اللہ میرے پیر و مرشد بھی مشکل کو حل فرمائیں گے۔ اِدھر حضور کو یاد ہی کیا تھا کہ اُدھر حضور قبلہ عالم علیہ الرحمہ نے میری والدہ کو فرمایا ''جلدی جاؤ آسیہ بی بی کو لے آؤ'' ۔ میری والدہ مجھے لینے آئیں، کہنے لگی ''کیوں حضور کو تنگ کرتی ہو''۔

☆ گردے کی تکلیف دور:۔ جناب رفاقت صاحب اپنا واقعہ (بعد از وصال حضور مفکرِ اسلام) بیان کرتے ہیں:۔

'' میرے گردے میں پتھری کے باعث درد رہتا تھا جو کہ شدت اختیار کر چکا تھا۔ دن کو سکون نہ رات کو آرام، پوری پوری رات جاگ کر نکل جاتی، میرے اس درد سے میری والدہ بھی بہت پریشان رہتی تھیں۔ آخر کار میں نے حضور مفکرِ اسلام علیہ الرحمہ کے دربارِ عالی کا رخ کیا اور رو رو کر اپنا حال عرض کیا اور گھر واپس آ گیا۔ اب صورتِ حال یہ تھی کہ درد جیسے غائب ہی ہو گیا، رات سکون سے گزری صبح جب پیشاب کیا تو اس میں پتھری کی کنکریاں اور تمام غدود نکل گیا۔ بعد از چیک اپ پتہ چلا کہ گردہ بالکل ٹھیک ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آج تک مجھے کبھی گردے کی تکلیف نہ ہوئی''۔

☆ **جناب عاشق سلہری صاحب** (مرید صادق حضور مفکرِ اسلام علیہ الرحمہ) کی روداد ان کی اپنی زبانی سنئے:

''1998ء میں مَیں شکر گڑھ رہائش پذیر تھا، ضیاء روڈ شکر گڑھ آئیڈیل پبلک سکول میں میرے بچے زیرِ تعلیم تھے، سکول کے پرنسپل پرنس غلام مصطفیٰ میرے دوست ہیں اُن کے پاس اکثر و بیشتر حاضری ہوتی تھی، ایک دن سکول میں بیٹھے ہوئے میں نے پرنس غلام مصطفیٰ

سے بات کی کہ یار میرا دل چاہتا ہے کہ کوئی اللہ کا نیک بندہ ملے جس کے پاس میں بیٹھوں مجھے اسلامی تاریخ کی باتیں سنائے، وعظ و نصیحت کرے، میرے دل میں دین سیکھنے کا ذوق پیدا ہو، میری اصلاح کرے، اُس کی زبان سے اللہ اور اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر سن کر مجھے دلی سکون حاصل ہو، میں اداس اور پریشان رہتا ہوں، پرنس صاحب نے فرمایا کہ کل جمعہ ہے، کل جمعہ کی نماز کے لیے تیاری کر کے میرے پاس آ جانا جمعہ کی نماز اکٹھے پڑھیں گے اُس کے بعد کوئی دوسری بات ہوگی۔ دوسرے دن میں وقت سے پہلے ہی تیار ہو کر پرنس صاحب کے گھر حاضر ہو گیا۔ جمعہ کی نماز ادا کی، پھر پرنس صاحب نے فرمایا کہ جمعہ کی نماز کے بعد یہاں ساتھ ہی ایک گھر ہے وہاں پر ذکر واذکار کی محفل ہو گی وہاں جانا ہے، محفل میں چلیں گے، وہاں پر قرآن پاک کی تلاوت ہوئی، درسِ احادیث ہوا اور آخر میں لنگر تقسیم کیا گیا۔ لنگر کے بعد پرنس غلام مصطفےٰ صاحب نے مجھے اپنے ساتھ لیا اور اسٹیج کی طرف چل دیئے جہاں پر سفید لباس میں ایک بزرگ تشریف فرما تھے، ہم دونوں نے سلام کیا ہاتھ چومے اور اجازت لے کر گھر روانہ ہو گئے۔ گھر پہنچ کر پرنس غلام مصطفےٰ نے تعارف کرایا کہ یہ بزرگ سرکار الحاج پروفیسر محمد حسین آسی صاحب (رحمتہ اللہ علیہ) ہیں۔ پرنس صاحب نے تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ یہ بزرگ گورنمنٹ کالج کے پروفیسر ہیں، راجپوت برادری ہے اور شکر گڑھ سے قریب پھگواڑی گاؤں کے رہائشی ہیں۔ برادری کا ذکر اُنھوں نے اس لیے کیا کہ اکثر لوگوں کے ذہن میں آج بھی یہ بات ہے کہ ولی اللہ یا پیر ہونے کے لیے سید ہونا ضروری ہے۔ پرنس صاحب نے کئی واقعات بتائے اور یقین دلانے لگے کہ حضور مفکر اسلام رحمتہ اللہ علیہ ولیِ کامل ہیں آپ ان سے ملاقات رکھو، اِن کی صحبت اختیار کرو، اللہ پاک دلی سکون عطا فرمائے گا۔ میں نے پرنس صاحب سے عرض کی کہ میری چھٹی ختم ہو گئی ہے کل مجھے لاہور جانا ہے اگلے ماہ گھر آؤں گا تو پھر ملاقات ہو گی۔

دوسرے دن میں لاہور چلا گیا، لاہور میرے ساتھ ایک شاہد نامی لڑکا بھی ملازم تھا (جو کہ عالمگیر کھوہار گاؤں کا رہنے والا تھا) شاہد نے مجھے کہا کہ سر میں بی۔اے کی تیاری کر رہا ہوں، اگلے ہفتے بی۔اے کے داخلہ فارم جمع ہو رہے ہیں، آپ کا کیا خیال ہے میں نے کہا ٹھیک ہے دو فارم لے آؤ اور میرا فارم بھی مکمل کر دو۔ دوسرے دن وہ دو فارم لے آیا ہم دونوں نے مطلوبہ فیس بینک میں جمع کروا دی۔ جب داخلہ فارم کے لیے شاہد نے مجھ سے جمع شدہ فیس کا چالان فارم مانگا تو مجھے فارم نہ ملا۔ دو دن تک میں تلاش کرتا رہا کہیں چالان فارم نہ ملا۔ صبح آخری تاریخ تھی۔ شام کو کھانے کی میز پر اکٹھے ہوئے تو شاہد نے پھر پوچھا کہ اب کیا کریں، میں نے تو اپنا فارم مکمل کر کے ارسال کر دیا ہے۔ شاہد نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کسی اللہ کے نیک بندے سے منسلک ہیں یعنی کسی کے دستِ بیعت ہیں، میں نے کہا نہیں ابھی تک نہیں کہیں شکر گڑھ میں ایک بزرگ ہیں ان سے ملاقات ہوئی ہے۔ میرا دل کہتا ہے کہ وہ ولیِ کامل ہیں اب کی بار جب گھر جاؤں گا تو اُن کے دستِ بیعت ہو جاؤں گا۔ شاہد نے کہا ٹھیک ہے، عشاء کے بعد جب سونے کی نیت سے بستر پر جاؤ تو اُن بزرگوں کی صورت کو اپنی آنکھ میں سجا لینا اور کلمہ اول، کلمہ دوم پڑھ کر سو جانا باقی باتیں صبح ہوں گی۔

صبح نماز کے بعد ناشتہ کیا، ناشتے کے لیے ہم دونوں پھر اکٹھے ہو گئے۔ ناشتہ کے دوران ہی شاہد نے پوچھ لیا کہ گزری رات کا حال سناؤ، کیا دیکھا کیا ہوا، میں گزری رات کی کہانی شاہد کو سنانے لگا:

رات کیا دیکھتا ہوں مَیں شکر گڑھ شہر میں موجود ہوں، ایک بڑی خوبصورت بیٹھک ہے اس میں سرخ اور سفید پھولوں والا قالین بچھا ہے، بیٹھک کے باہر دروازہ کے ساتھ ایک لکڑی کی بنی تختی لگی ہے جس پر لکھا تھا ''غلام مصطفےٰ مجددی''۔ اس بیٹھک میں بیس پچیس لوگ سفید کپڑوں میں ملبوس تشریف فرما ہیں اور حضور مفکر اسلام رحمتہ اللہ علیہ ولیِ رحمتہ اللہ علیہ صدرِ محفل ہیں، میں بھی سفید کپڑوں میں چُپ چاپ

بیٹھک کے کونے میں جگہ دیکھ کر بیٹھ جاتا ہوں، ذکرواذکار کے بعد محفل کا اختتام ہوتا ہے ہر شخص اپنی جگہ سے اٹھتا ہے حضور مفکر اسلام رحمتہ اللہ علیہ ولیِ کو سلام کرتا ہے ہاتھ چومتا ہے اور اجازت لے کر باہر چلا جاتا ہے۔ یکے بعد دیگرے سب چلے جاتے ہیں میں اکیلا سہا ہوا چپ چاپ ایک کونے میں بیٹھا ہوں سرکار میری طرف متوجہ ہوتے ہوئے فرماتے ہیں '' کاکا کیا بات ہے کیا پریشانی ہے'' میں ڈرتے ڈرتے عرض کرتا ہوں کہ سرکار میں نے بینک میں فیس جمع کروائی تھی اب چالان فارم گم ہوگیا ہے، بہت کوشش کی نہیں ملا۔ سرکار فرمانے لگے جا کر اپنے دفتر کی فائلیں دیکھو وہاں سے مل جائے گا۔ اتنا سننا تھا کہ شاہد نے تو ناشتہ بھی وہی پر چھوڑ دیا اور دونوں جلدی جلدی دفتر کی طرف روانہ ہوگئے دیکھا تو سب کچھ میں نے تھا لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شاہد کو مجھ سے بھی زیادہ یقین تھا۔ خیر تھوڑی دیر بعد دفتر پہنچ گئے الماری کھولی اور فائلیں میز پر رکھ دیں دونوں نے تلاش شروع کردی، ابھی دوسری فائل ہی دیکھی تو مجھے وہ چالان فارم مل گیا، اب چالان فارم آنکھوں کے سامنے تھا لیکن اس کی کوئی خوشی غمی نہ تھی۔ اب چالان فارم سے زیادہ مجھے اس بات کی خوشی تھی کہ میری آرزو، میری تمنا پوری ہوئی ہے اور سرکار حضور مفکر اسلام رحمتہ اللہ علیہ کی صورت میں مجھے ایک ولیِ کامل کا دیدار ہوگیا ہے، آپ سرکار کی صحبت مل گئی ہے۔ پھر تھوڑے دن بعد میں گھر آیا، پرنس غلام مصطفےٰ صاحب کو ساتھ لیا اور سرکار آسی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے در پر حاضر ہوگئے۔ سرکار حضور مفکر اسلام قبلہ آسی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا کلمہ شریف پڑھایا اور دعا فرمائی۔

اس کے بعد اکثر و بیشتر ملاقات ہوتی رہی سلسلہ چلتا رہا۔ سرکار حضور مفکر اسلام رحمتہ اللہ علیہ اندرونِ شہر سے باہر نقشِ لاثانی نگر تشریف لے گئے، نور کوٹ روڈ پر واقع ایک مسجد میں جمعہ پڑھاتے تھے میری کوشش ہوتی تھی کہ جمعہ کی نماز وہی پر ادا کروں جمعہ کی نماز کے بعد آستانہ عالیہ پر حمد وثناء کی محفل سجائی جاتی جو کہ عصر کی نماز کے ساتھ اختتام پذیر ہوتی''۔

☆ دوسرا واقعہ

'' کچھ یوں ہے کہ میں لاہور سے تقریباً ایک ماہ بعد گھر آیا، کیا دیکھتا ہوں کہ میری بیوی کے دائیں ہاتھ پر سفید رنگ کی پٹی بندھی ہے اور شدید درد محسوس کر رہی ہے، پوچھنے پر بتایا گیا کہ کسی زہریلی چیز نے ڈنگ مارا ہے، شکر گڑھ میں ڈاکٹر عرفان اور ڈاکٹر اکرام سے علاج کروایا ہے لیکن آرام نہیں آرہا تکلیف پہلے سے بھی زیادہ ہوتی ہے مطلب '' مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی'' والا حساب ہے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے اب رات ہو چکی ہے دوائی لے لو رات گزارو صبح غسل کرو، صاف کپڑے پہنو، کل سرکار حضور مفکر اسلام رحمتہ اللہ علیہ کے پاس حاضری دیں گے۔ صبح تقریباً آٹھ بجے ہم تیار ہو کر نکلے، ارادہ تھا کہ درمان روڈ والے پھاٹک سے سیدھے ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ پیدل نقشِ لاثانی نگر جائیں گے۔ درمان روڈ پر واقع ریلوے پھاٹک پر پہنچ کر کیا دیکھتا ہوں کہ قریبی واقع خان ہوٹل کے سامنے ایک کار کھڑی ہے اور تیس چالیس لوگ کار کے ارد گرد کھڑے ہیں ایک ہجوم تھا کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا، میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ آپ یہاں ٹھہرو میں دیکھتا ہوں شاید کوئی حادثہ ہوا ہے یا کوئی جھگڑا چل رہا ہے۔ میں اُس ہجوم کے قریب گیا کیا دیکھتا ہوں کہ کار میں سرکار حضور مفکر اسلام رحمتہ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں اور عقیدت مند سلام کر رہے ہیں، آہستہ آہستہ میں بھی سرکار حضور مفکر اسلام رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے حاضر ہوا، سلام کیا اور عرض کرنے لگا کہ سرکار مجھے یہ پریشانی ہے اور آج تو میں اس ارادے سے نکلا ہوں کہ نقشِ لاثانی نگر جاؤں اور تمام ماجرہ سرکار کو سناؤں۔ سرکار فرمانے لگے ان سب کو پیچھے ہٹاؤ، راستہ بناؤ اور اپنی بیوی کو ادھر بلالو۔ میرے بلانے پر وہ بھی آگئی آپ سرکار نے اللہ مہربانی فرمائیگا۔ اس کے بعد فرمانے لگے کہیں جانے کی ضرورت نہیں اب واپس اپنے گھر چلے جاؤ، تقریباً آدھے گھنٹے کا یہ آنے جانے کا سفر تھا۔ ہم واپس اپنے گھر پہنچ گئے اس کے بعد کیا تھا کہ نہ کوئی دوائی استعمال کی اور نہ ہی کوئی انجکشن لگوایا بس صبح کچھ، شام کچھ، دو چار دن میں مکمل صحت یاب ہوگئیں''۔

☆ تیسرا واقعہ:

''ملاقاتوں کا سلسلہ چلتا رہا، حاضری ہوتی رہی وقت گزرتا رہا، سن 2004ء میں بسلسلہ روزگار سعودی عرب چلا گیا، مارچ 2007ء میں واپس آیا۔ دو چار دن آرام کرنے کے بعد نقشِ لاثانی نگر جانے کے لیے دل چاہا، پھر سوچا سرکار حضور مفکر اسلام رحمتہ اللہ علیہ تو 2006ء میں پردہ فرما گئے تھے، اب وہاں جاؤں گا سرکار آسی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو سامنے نہ پا کر اُداسی ہوگی پریشانی ہوگی، کیا کروں جاؤں یا نہ جاؤں اس طرح ذہن میں الٹے سیدھے پلان بناتے سو گیا۔ رات خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں نقشِ لاثانی نگر میں موجود ہوں بڑی سڑک سے آستانہ کی جانب جانے والی چھوٹی گلی میں داخل ہوتا ہوں۔ آستانہ عالیہ کے دروازے پر تین چار مدرسے کے طالب علم کھڑے ہیں، اُن طالب علموں سے سوال کرتا ہوں کہ سرسرکار حضور مفکر اسلام رحمتہ اللہ علیہ موجود ہیں یا پھر کہیں تشریف لے گئے ہوئے ہیں، ابھی طالب علموں نے کوئی جواب نہ دیا تھا کہ آستانہ عالیہ کا دروازہ کھل گیا اور سرکار حضور مفکر اسلام رحمتہ اللہ علیہ سامنے کھڑے تھے میری طرف دیکھ کر فرمانے لگے ''کاکا آگے آجا'' میں تیز تیز قدموں سے آگے بڑھا سرکار کا ہاتھ تھاما سلام کیا، سرکار نے میری کمر پر ہاتھ رکھا اور اندر آنے کے لیے کہا۔ آستانہ کے اندر موجود لائبریری میں چٹائی پڑی تھی وہاں کچھ دیر بیٹھے، پھر میں نے سلام کیا اجازت لی اور واپس چل دیا۔ اب گزشتہ رات ذہن میں آنے والے سوالوں کا جواب مل چکا تھا سب کچھ صاف تھا۔ صبح ناشتہ کے بعد سیدھا نقشِ لاثانی نگر گیا وہاں پر جنابِ محترم پیر عطاء الحق صاحب سے ملاقات ہوئی۔ میں نے افسردہ سے لہجے میں ساری روداد سنائی، جنابِ محترم پیر عطاء الحق صاحب نے پیار کیا اور تسلی دیتے ہوئے فرمانے لگے ''ایسی کوئی بات نہیں کچھ بھی نہیں بدلہ سب کچھ پہلے کی طرح ہے آپ ضرور آیا کریں اللہ پاک آسانیاں فرمائے گا''۔

تو حضراتِ گرامی آج کل جو لوگ جعلی پیر بنے ہوئے ہیں جادو ٹونہ کرتے ہیں، لوگوں کے گھر تباہ و برباد کرتے ہیں یہ الگ سے کاروباری لوگ ہیں ہم ان کی بات نہیں کرتے۔ ہم بات کر رہے ہیں ایسے اللہ والوں کی جو شریعت، طریقت، معرفت کا راستہ اختیار کرتے ہوئے حقیقت تک پہنچتے ہیں۔ سرکار آسی صاحب رحمتہ اللہ علیہ تو کسی کو ننگے سر محفل میں نہیں بیٹھنے دیتے تھے آپ فرماتے تھے خواہ کوئی آپ کو کتنے بھی کرتب کر دکھائے، آپ دیکھو کہ شریعت کی پابندی کر رہا ہے یا نہیں۔ اگر شریعت کا پابند نہیں ہے تو وہ شخص پیر نہیں ہو سکتا۔ دعا ہے اللہ پاک آپ کے مزار پر انوار پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

آپ سرکار نے اپنا وقت، اپنی جمع پونجی خدمتِ خلق کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ یتیم بچوں اور بیوہ عورتوں کی مالی امداد فرماتے تھے۔ دینی تعلیم کی اگر بات کی جائے تو ہزاروں کی تعداد میں آپ کے شاگرد عالمِ دین ہیں اور آج میدانِ عمل میں ہیں یہ ایک بہت بڑا صدقہ جاریہ ہے۔

علامہ صاحب فرماتے ہیں:

یوں تو ہزاروں عاشق پھرتے ہیں بنوں میں مارے مارے
میں اس کا بندہ بنوں گا جسے خدا کے بندوں سے پیار ہوگا

آپ سرکار مخلوقِ خدا سے پیار کرتے تھے، خدمتِ خلق کرتے تھے۔ نقشِ لاثانی نگر میں اسلامی یونیورسٹی کا قیام اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ دعا ہے اللہ پاک ہمیں دین کی سمجھ عطا فرمائے۔

اللہ والوں کی باتیں

مرتبہ: علامہ ممنون حسین آسوی

(یہ تمام اقتباسات ''تذکرۃ الاولیاء'' سے لئے گئے ہیں۔)

حضرت ابو محمد امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ

پانچ لوگوں کی صحبت سے اجتناب کرو

حضرت امام محمد امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پانچ لوگوں کی صحبت سے اجتناب کرنا چاہئے۔(۱) جھوٹے سے کیونکہ اس کی معیت فریب میں مبتلا کر دیتی ہے۔(۲) بے وقوف سے کیونکہ جس قدر وہ تمہاری منفعت چاہے گا اسی قدر نقصان پہنچے گا۔(۳) کنجوس سے کیونکہ اس کی صحبت سے بہترین وقت رائیگاں ہو جاتا ہے۔(۴) بزدل سے کیونکہ یہ وقت پڑنے پر ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔(۵) فاسق سے کیونکہ ایک نوالے کی طمع میں کنارہ کش ہو کر مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

حضرت خواجہ اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ

ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہونا کامیابی ہے

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے لئے دعا کی درخواست کی تو آپ نے کہا کہ نماز میں تشہد کے بعد میں یہ دعا کرتا ہوں۔ اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنَاتِ (ترجمہ) اے اللہ تمام مومنین مومنات کی مغفرت فرما اور اگر تم ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے تو تمہیں سرخروئی حاصل ہوگی ورنہ میری دعا بے فائدہ ہو کر رہ جائے گی۔

حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ

مردہ دلی کا مفہوم

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ لوگوں کی تباہی کس چیز میں ہے؟ فرمایا کہ مردہ دلی میں۔ میں نے پوچھا کہ مردہ دلی کا کیا مفہوم ہے؟ فرمایا کہ دنیا کی جانب راغب ہو جانا۔

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ

یہودی ہمسایہ کے تکلیف پہنچانے پر صبر

ایک مرتبہ حضرت مالک بن دینار نے کسی یہودی کے مکان کے قریب کرایہ پر مکان لیا اور آپ کا حجرہ یہودی کے دروازے سے متصل تھا۔ چنانچہ یہودی نے دشمنی میں ایک ایسا نالہ بنوایا جس کے ذریعہ پوری غلاظت آپ کے مکان میں ڈالتا رہتا اور آپ کی نماز کی جگہ نجس ہو جایا

کرتی۔ایک دن اس یہودی نے خود ہی آپ سے عرض کیا کہ میرے پرنالے کی وجہ سے آپ کو تو کوئی تکلیف نہیں۔آپ نے فرمایا جو غلاظت گرتی ہے اس کو جھاڑو لے کر روزانہ دھوڈالتا ہوں، اس لئے مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔یہودی نے عرض کیا کہ آپ کو اتنی اذیت برداشت کرنے کے بعد بھی کبھی غصہ نہیں آیا، آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ جو لوگ غصہ پر قابو پا لیتے ہیں نہ صرف ان کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں بلکہ انہیں ثواب بھی حاصل ہوتا ہے۔یہ سن کر یہودی نے عرض کیا کہ یقیناً آپ کا مذہب بہت عمدہ ہے کیونکہ اس میں معاندین کی اذیتوں پر صبر کرنے کو اچھا کہا گیا ہے اور آج میں سچے دل سے اسلام قبول کرتا ہوں۔

حضرت محمد بن واسع رحمتہ اللہ علیہ

نصیحت

حضرت محمد بن واسع رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دنیا میں رہتے ہوئے زہد اختیار کرو اور حرص کو ترک کردو اور پوری مخلوق کو محتاج تصور کر کے کبھی کسی سے اپنی احتیاج کا ذکر نہ کرنا اور اگر تم ان چیزوں کے پابند رہو گے تو مستغنی ہو جاؤ گے اور اس نصیحت پر عمل کرنے والے کو دونوں جہان کی سلطنت حاصل ہو جائے گی۔

حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ

امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کے سوال کا جواب

حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کسی جگہ تشریف فرما تھے کہ حضرت حبیب عجمی بھی اتفاق سے وہاں پہنچ گئے۔انہیں دیکھ کر امام احمد بن حنبل نے کہا کہ میں ان سے ایک سوال کروں گا لیکن امام شافعی نے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ واصل باللہ لوگوں سے کیا سوال کرو گے۔ان کا تو مسلک ہی جداگانہ ہوتا ہے لیکن منع کرنے کے باوجود انہوں نے یہ سوال کر ہی ڈالا کہ جس شخص کی پانچ نمازوں میں سے ایک قضا ہو گئی ہو اور وہ یہ بھول گیا ہو کہ کون سی نماز قضا ہوئی تو اس کو کیا کرنا چاہئے۔حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سب نمازوں کی قضا کرے اس لئے کہ وہ خدا سے غافل ہو کر اس قدر بے ادبی کا مرتکب ہوا۔یہ سن کر حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے اسی لئے منع کیا تھا کہ ان لوگوں سے کوئی سوال نہ کرو۔

حضرت ابو حازم مکی رحمتہ اللہ علیہ

خدا سے راضی اور مخلوق سے بے نیازی

ایک شخص نے حضرت ابو حازم مکی رحمتہ اللہ علیہ سے حال دریافت کیا تو فرمایا کہ میرا حال اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا اور مخلوق سے بے نیاز رہنا ہے اور جو خدا تعالیٰ سے راضی ہوتا ہے وہ مخلوق سے بے نیاز رہتا ہے۔آپ کی بے نیازی کا یہ عالم تھا کہ ایک دن قصائی کی دکان کی جانب سے جس کے پاس بے حد عمدہ گوشت تھا، گزر رہوا، اور آپ کی نگاہ گوشت کی طرف اٹھ گئی تو قصائی نے عرض کیا کہ بہت نفیس گوشت

ہے خرید لیجئے۔فرمایا کہ میرے پاس رقم نہیں ہے،اس نے عرض کیا کہ قرض لے جایئے ،فرمایا کہ پہلے میں اپنے نفس کو قرض کی مہلت پر تو راضی کرلوں۔اس نے کہا کہ بس اس غم میں آپ سوکھ گئے اور ہڈیاں نکل آئیں۔فرمایا کہ اس کے باوجود میں قبر کے کیڑوں کے لئے کافی ہوں۔

حضرت عتبہ بن غلام رحمۃ اللہ علیہ

بڑی خوش بختی کیا ہے

حضرت عتبہ بن غلام رحمۃ اللہ علیہ نہ کبھی عمدہ کھانا کھاتے اور نہ کبھی اچھا لباس پہنتے ،ایک مرتبہ آپ کی والدہ نے فرمایا کہ اے عتبہ اپنی حالت پر رحم کر،آپ نے عرض کیا کہ میری خواہش تو یہ ہے کہ روز محشر مجھ پر رحم کیا جائے ،جو ہمیشہ کے لئے سودمند ہو۔دنیا تو چندروزہ ہے اگر یہاں کی تکالیف سے قیامت کی تکالیف کا ازالہ ہو جائے تو بڑی خوش بختی ہے۔

بے موسم تازہ کھجور

ایک مرتبہ کسی نے حضرت عتبہ بن غلام رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ مجھ سے بہت لوگ آپ کا حال دریافت کرتے ہیں،اگر اپنی کوئی کرامت دکھادیں تو بہتر ہے۔آپ نے پوچھا کہ بتا کیا مطلب ہے،اس نے عرض کیا کہ تازہ کھجور کی خواہش ہے حالانکہ وہ کھجور کی فصل کا موسم نہ تھا۔آپ نے فرمایا یہ لے اور ایک تازہ کھجور سے بھری ہوئی تھیلی اس کو دے۔

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا

کعبہ کا استقبال کرنا

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ جب حج سفر پر روانہ ہوئے تو ہر گام پر دو رکعت نماز ادا کرتے ہوئے چلے اور مکمل چودہ سال میں مکہ معظّمہ پہنچے اور دورانِ سفر یہ بھی کہتے جاتے کہ دوسرے لوگ تو قدموں سے چل کر پہنچتے ہیں لیکن میں سر اور آنکھوں کے بل پہنچوں گا اور جب مکہ میں داخل ہوئے تو وہاں سے خانہ کعبہ غائب تھا۔چنانچہ آپ اس تصور سے آبدیدہ ہو گئے کہ شاید میری بصارت زائل ہو چکی ہے لیکن غیب سے ندا آئی کہ بصارت زائل نہیں ہوئی ہے بلکہ کعبہ ایک ضعیفہ کے استقبال کے لئے گیا ہوا ہے۔یہ سن کر احساس ندامت ہوا اور گریہ کناں ہو کر عرض کیا کہ یا اللہ وہ کون سی ہستی ہے،ندا آئی کہ وہ بہت ہی عظیم المرتبت ہے۔چنانچہ آپ کی نظر اٹھی تو دیکھا کہ سامنے سے حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا لاٹھی کے سہارے چلی آرہی ہے اور کعبہ اپنی جگہ پہنچ چکا ہے اور آپ نے حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا سے سوال کیا کہ تم نے نظام عالم کو کیوں درہم برہم کر رکھا ہے؟ جواب ملا کہ میں نے تو نہیں البتہ تم نے ایک ہنگامہ کھڑا کر رکھا ہے جو چودہ برس میں کعبہ تک پہنچتے ہو۔حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں ہر گام پر دو رکعت نفل پڑھتا ہوا آیا ہوں جس کی وجہ سے اتنی تاخیر سے پہنچا۔حضرت رابعہ نے فرمایا کہ تم نے تو نماز پڑھ پڑھ کر فاصلہ طے کیا ہے میں اور عجز انکسار کے ساتھ یہاں پہنچی ہوں۔پھر ادائیگی حج کے بعد اللہ تعالی سے رو کر عرض کیا تو نے حج پر بھی اجر کا وعدہ فرمایا ہے اور مصیبت پر صبر کرنے کا بھی،لہٰذا اگر تو میرا حج قبول نہیں فرماتا تو پھر

مصیبت پر صبر کرنے کا ہی اجر عطا کر دے۔ کیونکہ حج کی عدم قبولیت سے بڑھ کر اور کون سی مصیبت ہو سکتی ہے۔ وہاں سے بصرہ واپس ہو کر عبادت میں مشغول ہو گئیں۔ جب دوسرے سال حج کا زمانہ آیا تو فرمایا کہ گزشتہ سال تو کعبہ نے میرا استقبال کیا تھا اور اس سال میں اس کا استقبال کروں گی۔

محبت کی علامت

مشائخین بصرہ میں سے ایک شیخ حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا کے ہاں جا کر سرہانے بیٹھتے ہوئے دنیا کی شکایت کرنے لگے تو حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا نے فرمایا کہ غالباً آپ کو دنیا سے بہت زیادہ لگاؤ ہے کیونکہ جو شخص جس سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے اس کا ذکر بھی زیادہ کرتا ہے کیونکہ اگر آپ کو دنیا سے لگاؤ نہ ہوتا تو آپ کبھی اس کا ذکر نہ چھیڑتے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ

بچے کی نصیحت

حضرت فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ ایک مرتبہ اپنے بچے کو آغوش میں لئے ہوئے پیار کر رہے تھے کہ بچے نے سوال کیا کہ آپ مجھے اپنا محبوب تصور کرتے ہیں، فرمایا کہ بیشک۔ پھر بچے نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو بھی محبوب سمجھتے ہیں۔ فرمایا ہاں، تو بچے نے کہا پھر ایک قلب میں دو چیزوں کی محبوبیت کیسے جمع ہو سکتی ہے۔ یہ سنتے ہی بچے کو آغوش سے اتار کر مصروفِ عبادت ہو گئے۔

بیٹے کی موت پر مسکرانا

مشہور ہے کہ حضرت فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ کو تیس برس کسی نے کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا لیکن جب آپ کے صاحبزادے کا انتقال ہوا تو آپ مسکراتے رہے اور جب لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ چونکہ اللہ تعالیٰ اس کے مرنے سے خوش ہوا لہٰذا میں بھی اس کی رضا میں خوش ہوں۔

کسی قاری نے خوش الحانی کے ساتھ آپ کے سامنے کوئی آیت تلاوت کی، تو آپ نے فرمایا کہ میرے بچے کے نزدیک جا کر تلاوت کرو، لیکن سورۃ القارعہ ہرگز مت پڑھنا کیونکہ خشیب الٰہی کی وجہ سے وہ ذکر قیامت سننے کی استطاعت نہیں رکھتا مگر قاری نے وہاں پہنچ کر یہی سورۃ قرأت کی اور آپ کے صاحبزادے ایک چیخ مار کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمتہ اللہ علیہ

حجام سے سبق

ایک مرتبہ حجام حضرت بن ادہم رحمتہ اللہ علیہ کا خط بنا رہا تھا کہ کسی نے عرض کیا کہ اس کو کچھ معاوضہ دے دیجئے گا۔ چنانچہ آپ نے ایک تھیلی اٹھا کر اس کو دے دی لیکن اسی وقت اتفاق سے ایک سائل آ گیا اور حجام نے وہ تھیلی اسے دے دی۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ اس میں

تو سونا اور اشرفیاں بھری ہوئی تھیں۔اس نے کہا کہ اس کا علم تو مجھ کو بھی ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ انسان دل سے غنی ہوتا ہے نہ کہ دولت سے،لیکن جس کی راہ میں لٹا تا ہوں اس سے آپ ناواقف ہیں۔آپ فرماتے ہیں کہ اس کا یہ جملہ سن کر مجھے بے حد ندامت ہوئی اور میں نے نفس سے کہا کہ جیسا تو نے کیا ویسی ہی سزا مل گئی۔

ہر مچھلی کے منہ میں سونے کی سوئی

ساحل دجلہ پر آپ اپنی گدڑی سی رہے تھے کہ کسی نے آ کر کہا کہ حکومت چھوڑ کر تم نے حاصل کیا؟ یہ سن کر آپ نے اپنی سوئی دریا میں پھینک دی تو بے شمار مچھلیاں اپنے منہ میں سونے کی ایک ایک سوئی دبائے ہوئے نمودار ہوئیں لیکن آپ نے فرمایا کہ مجھے تو اپنی سوئی درکار ہے۔چنانچہ ایک مچھلی آپ کی سوئی بھی لے کر آ گئی اور آپ نے اپنی سوئی لے کر اس شخص سے فرمایا کہ حکومت کو خیر باد کہہ کر ایک معمولی سی چیز حاصل ہوئی ہے۔

آپ نے کنوئیں سے ڈول نکالا تو ڈول سونے سے لبریز نکلا آپ نے اسے پھینک کر پھر ڈول ڈالا تو چاندی سے بھرا ہوا نکلا اور تیسری مرتبہ موتیوں سے۔اس وقت آپ نے کہا کہ یا اللہ میں تو پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے پانی کا خواستگار ہوں۔میری نگاہوں میں سیم و زر کی کوئی وقعت نہیں۔

حضرت بشر حافی رحمتہ اللہ علیہ

تقویٰ

مشہور ہے کہ آپ نے چالیس برس تک خواہش کے باوجود کبھی بکری کی سری نہیں کھائی اور ہمیشہ باقلہ کی ترکاری کھانے کو جی چاہتا رہا لیکن کھائی کبھی نہیں اور کبھی حکومت کی جاری کردہ نہر سے پانی نہیں پیا۔

ایک مرتبہ جب لوگوں نے یہ سوال کیا کہ آپ کو یہ مراتب کیسے حاصل ہوئے تو فرمایا کہ خدا کے علاوہ میں نے کبھی کسی پر اظہار حال نہیں کیا اور وعظ و نصیحت سے یہ بہتر تصور کرتا ہوں کہ لوگوں کے سامنے خدا کا ذکر کرتا رہوں۔کسی نے آپ کو موسمِ سرما میں برہنہ اور کپکپاتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ اتنی اذیتیں کیوں برداشت کرتے ہیں۔فرمایا کہ اس وجہ سے کہ اس سردی میں فقراء صاحب حاجت ہوں گے،ان کا کیا حال ہوگا اور میرے پاس اتنا دینے کو نہیں ہے کہ ان کی احتیاج ختم کرسکوں،اس لئے جسمانی طور پر ان کا شریک رہا ہوں۔

حضرت بشر حافی رحمتہ اللہ علیہ کا مقام

کسی عورت نے حضرت امام احمد بن حنبل سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ میں اپنی چھت پر سوت کات رہی تھی کہ راستے میں شاہی روشنی کا گزر ہوا اور اسی روشنی میں تھوڑا سا سوت کات لیا،اب فرمائیے کہ وہ سوت جائز ہے یا ناجائز۔یہ سن کر امام صاحب نے فرمایا کہ تم کون ہو،اور

اس قسم کا مسئلہ کیوں دریافت کرتی ہو؟ اس عورت نے جواب دیا کہ میں بشر حافی کی بہن ہوں۔ امام صاحب نے فرمایا کہ تمہارے لئے وہ سوت جائز نہیں کیونکہ تم اہل تقویٰ کے خاندان سے ہو اور تمہیں اپنے بھائی کے نقشِ قدم پر چلنا چاہئے جو مشتبہ کھانے پر اگر ہاتھ بڑھائے تو ہاتھ بھی ان کی پیروی نہیں کرتا تھا۔

حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ

غیبی تنبیہ

حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ ایک دن میں لب دریا وضو کر رہا تھا کہ سامنے محل پر ایک خوبصورت عورت نظر آئی اور جب میں نے اس سے گفتگو کرنی چاہی تو اس نے کہا کہ دور سے میں تم کو دیوانہ تصور کئے ہوئے تھی اور جب کچھ قریب آ گئے تو میں نے عالم سمجھا اور جب بالکل قریب آ گئے تو اہلِ معرفت تصور کیا لیکن اب معلوم ہوا کہ تم ان تینوں میں سے کچھ بھی ہو اور جب میں نے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا کہ عالم نامحرم پر نظر نہیں ڈالتے اور دیوانے وضو نہیں کرتے اور اہلِ معرفت خدا کے سوا کسی کو نہیں دیکھتے۔ یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئی اور میں نے سمجھ لیا کہ یہ غیب کی جانب سے ایک تنبیہ ہے۔

نفس سے دشمنی

حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ کو مسلسل دس سال تک لذیذ کھانوں کی خواہش رہی لیکن کبھی کھایا نہیں اور ایک مرتبہ جب عید کی شب میں میرے نفس نے تقاضا کیا کہ آج تو کوئی لذیذ کھانا ہونا چاہیے تو فرمایا کہ اگر تو دو رکعت میں مکمل قرآن ختم کر لے تو میں تیری خواہش پوری کر دوں گا۔ نفس نے آپ کی یہ شرط منظور کر لی اور ختم قرآن کے بعد جب آپ لذیذ غذائیں لے کر آئے تو پہلا ہی لقمہ اُٹھا کر کھینچ لیا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور جب لوگوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ پہلے ہی لقمہ پر نفس نے خوش ہو کر کہا کہ آج دس برس کے بعد تیری خواہش پوری ہو رہی ہے، چنانچہ میں نے لقمہ رکھ کر کہا کہ آج دس برس کے بعد تیری خواہش پوری نہیں کروں گا لیکن اسی وقت ایک شخص عمدہ کھانے کی دیگ لئے ہوئے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں بہت مفلس اور بال بچوں والا ہوں مگر آج میں نے صبح کو عید کی وجہ سے لذیذ کھانا پکوایا اور سو گیا۔ چنانچہ خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اگر تو محشر میں مجھ سے ملنے کا خواہش مند ہے تو یہ کھانا ذوالنون کو دے آ، اور میرا یہ پیغام پہنچا دے کہ وقتی طور پر اپنے نفس سے صلح کر کے ایک دو لقمہ یہ کھانا چکھ لے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ پیغام سن کر کہا کہ فرمانبردار کو اس میں کیا دریغ ہو سکتا ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے تھوڑا سا کھانا چکھ لیا۔

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ

احترامِ شیخ

ایک دفعہ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ حضرت امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں تھے تو انہوں نے فرمایا کہ اے بایزید

فلاں طاق میں جو کتاب رکھی ہے وہ اٹھالاؤ۔ آپ نے دریافت کیا کہ وہ طاق کس جگہ میں ہے۔ حضرت امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اتنے عرصہ رہنے کے بعد بھی تم نے طاق نہیں دیکھا۔ آپ نے عرض کیا کہ طاق تو کجا میں نے آپ کے روبرو کبھی سر بھی نہیں اٹھایا۔ اس وقت حضرت امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب تم مکمل ہو چکے لہٰذا بسطام واپس چلے جاؤ۔

تمام رات عبادت

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ چار رکعت پڑھ کر سلام پھیرتے ہوئے فرماتے کہ یہ نماز قبول نہیں۔ یہ کہہ کر پھر چار رکعت نماز ادا کرتے اور پھر یہی فرماتے کہ یہ بھی قابلِ قبول نہیں حتیٰ کہ اسی طرح رات ختم ہو جاتی اور صبح کو اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے کہ میں نے تیری بارگاہ کے لائق نماز کی بہت کوشش کی لیکن محروم رہا، کیونکہ جیسا میں خود ہوں ویسی ہی میری نماز ہے لہٰذا مجھے اپنے بے نمازی بندوں میں شمار کر لے۔
ایک شخص آپ کے صبح کے معمولات دیکھنے کے لئے ٹھہر گیا تو اس نے دیکھا کہ آپ نے اللہ کی ایک ضرب لگائی اور اتنی زور سے زمین پر گرے کہ سر میں شدید چوٹ آ گئی۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ

مسلمان کی امداد کرنا حج کے برابر ہے

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ فراغت حج کے بعد بیت اللہ میں سو گئے اور خواب دیکھا کہ دو فرشتے باہم باتیں کر رہے ہیں اور ایک نے دوسرے سے سوال کیا کہ اس سال کتنے لوگ حج میں شریک ہوئے اور کتنے افراد کا حج قبول ہوا، دوسرے نے جواب دیا کہ چھ لاکھ لوگوں نے حج کیا لیکن ایک فرد کا بھی حج قبول نہیں ہوا۔ مگر دمشق کا ایک موچی جو حج میں تو شریک نہیں ہوا لیکن خدا نے اس کا حج قبول فرما کر اس کے طفیل میں سب کا حج قبول کر لیا۔ یہ خواب دیکھ کر بیداری کے بعد موچی سے ملاقات کرنے دمشق پہنچے اور ملاقات کے بعد اس کا نام ونسب دریافت کر کے حج کا واقعہ دریافت کیا تو اس نے اپنا نام اور پیشہ بیان کرنے کے بعد جب آپ کا نام پوچھا تو آپ نے بتا دیا کہ میں عبداللہ بن مبارک ہوں۔ یہ سنتے ہی وہ چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا اور ہوش میں آنے کے بعد اس طرح اپنا واقعہ بیان کیا کہ بہت عرصہ سے میرے قلب میں حج کی تمنا تھی اور میں نے اس نیت سے تین سو درہم بھی جمع کر لئے تھے لیکن ایک دن میرے پڑوسی کے ہاں سے کھانا پکنے کی خوشبو آئی تو میری بیوی نے کہا کہ اس سے تم بھی مانگ لاؤ تاکہ ہم بھی کھا لیں۔ چنانچہ میں نے اس سے جا کر کہا کہ آج آپ نے جو پکایا ہے ہمیں بھی عنایت کریں لیکن اس نے کہا کہ وہ کھانا آپ کے کھانے کا نہیں ہے کیونکہ سات یوم سے میں اور میرے اہل وعیال فاقہ کشی میں مبتلا تھے تو میں نے مردہ گدھے کا گوشت پکا لیا ہے یہ سن کر میں خوفِ خداوندی سے لرز گیا اور اپنی تمام جمع شدہ رقم اس کے حوالے کر کے یہ تصور کر لیا کہ ایک مسلمان کی امداد میرے حج کے برابر ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ نے یہ واقعہ سن کر فرمایا کہ فرشتوں نے خواب میں واقعی سچی بات کہی تھی اور خدا تعالیٰ حقیقتاً قضا وقدر کا مالک ہے۔

موت سے پہلے موت کا علم

حضرت سہیل رحمتہ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ کے پاس تشریف لایا کرتے تھے۔ایک مرتبہ چلتے ہوئے کہنے لگے کہ اب میں کبھی آپ کے پاس نہیں آ ؤں گا اس لئے کہ آج چھت پر سے آپ کی کنیزیں مجھے اے سہیل اے سہیل کہہ کر آواز دے رہی تھیں اور یہ بات میرے لئے بارخاطر ہوگئی یہ سن کر حضرت عبداللہ نے کہا کہ آؤ سہیل کی نماز جنازہ ادا کریں ۔ چنانچہ اسی وقت ان کا انتقال ہوگیا اور تجہیز وتکفین کے بعد جب لوگوں نے سوال کیا کہ موت سے پہلے ہی آپ کو ان کی موت کا علم ہوگیا۔فرمایا کہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ تیری چھت پر سے کنیزیں مجھے اے سہیل کہہ کر آواز دے رہی تھیں حالانکہ میرے ہاں کوئی لونڈی نہیں ہے اور وہ یقیناً حوریں تھیں جو آوازیں دے رہی تھیں ،اسی وجہ سے میں نے ان کی موت کا یقین کرلیا۔

حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ

خوفِ خدا سے کمر جھک گئی

حضرت سفیان بن ثوری رحمتہ اللہ علیہ عہد شباب ہی میں کبڑے ہوگئے تھے اور لوگوں کے بے حد اصرار پر بتایا کہ مرتے دم میرے استاد نے فرمایا کہ میں نے ہدایت وعبادت میں پچاس سال صرف کئے لیکن مجھے یہ حکم ملا کہ تو ہماری بارگاہ کے قابل نہیں ہے اور بعض نے اسی واقعہ کو اس طرح تحریر کیا ہے کہ آپ نے یہ فرمایا کہ میرے اساتذہ جو بہت زیادہ عابدہ وزاہد تھے موت سے قبل تینوں یہودی ،نصرانی اور آتش پرست ہوگئے اور اس واقعہ سے متاثر ہوکر مجھ پر خوف کا ایسا غلبہ ہوا کہ میری کمر جھک گئی۔اور ہمہ وقت خدا سے سلامتی ایمان کی دعا کرتا رہتا ہوں ۔

حضرت ابوعلی شفیق بلخی رحمتہ اللہ علیہ کے ارشادات

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عبادت کی بنیاد بیم ورجا اور محبت الٰہی پر قائم ہے اور خوف کی نشانی محرمات کو ترک کردینا ہے اور امید کی نشانی عبادت پر مداومت اختیار کرنا ہے۔زور محبت کی نشانی شوق وتوبہ اور رجوع الی اللہ ہوجانا ہے اور جس کے اندر خوف واضطرار نہ ہو وہ جہنمی ہے۔پھر فرمایا کہ تین چیزیں انسان کے لئے مہلک ہیں:(۱) توبہ کی امید پر معصیت کا ارتکاب،(۲) زندگی کی امید پر توبہ کرنا،(۳) رحمت سے مایوس ہونا۔

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عابدین واہل ریاضت کو مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے اور گنہگاروں کو زندگی ہی میں مردہ بنادیتا ہے۔پھر فرمایا کہ فقر سے تین چیزیں حاصل ہوتی ہیں ۔جسمانی غم ،مشغلہ قلب ،اور دشواری حساب ۔پھر فرمایا کہ موت آکر واپس نہیں ہوتی لہٰذا ہر لحہ اس کے لئے کمر بستہ رہو۔پھر فرمایا کہ میرے نزدیک مہمان ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے کیونکہ مہمان نوازی کا صلہ خدا ہی جانتا ہے۔

پھر فرمایا جو شخص حصول نعمت کے لئے دشواری اختیار کرکے دشواری کو فراخی تصور نہ کرے وہ ہمیشہ غم دو جہاں میں مبتلا رہتا ہے اور جس نے اس کو فراخی سمجھ لیا وہ دونوں جہان میں خوش رہتا ہے۔

حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ

عبادت وریاضت

آپ تین سو نوافل ہر شب میں پڑھا کرتے تھے اور ایک دن راستے میں کسی عورت نے دوسری عورت کو اشارہ سے بتایا کہ یہ شخص رات میں پانچ سو نوافل پڑھتا ہے اور آپ نے ان کی گفتگو سن لی پھر اسی رات سے پانچ سو نوافل پڑھنا شروع کر دیئے۔ پھر ایک دن راستے میں کسی نے کہہ دیا کہ یہ ہزار نوافل رات میں پڑھتے ہیں چنانچہ اسی رات سے آپ نے ایک ہزار نفلوں کو اپنا معمول بنا لیا۔ پھر آپ کے کسی شاگرد نے عرض کیا کہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ رات بھر بیدار رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ آج سے یقیناً پوری رات بیدار رہا کروں گا اور جب شاگرد نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ بعض بندے اپنی اس تعریف کو پسند کرتے ہیں جو ان میں نہیں ہوتی اور میں ایسے گروہ میں شامل نہیں ہونا چاہتا۔ اس دن سے آپ نے مکمل بیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی اور طویل سجدوں کی وجہ سے آپ کے گھٹنوں میں اونٹ کے گھٹنوں جیسے گٹھے پڑ گئے تھے۔

تنہائی میں خدا کا احترام

حضرت داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے بیس سال تک کبھی آپ کو تنہائی یا مجمع میں ننگے سر اور ٹانگیں پھیلائے نہیں دیکھا۔ اور جب میں نے عرض کیا کہ تنہائی میں کبھی تو ٹانگیں سیدھی کر لیا کیجئے تو فرمایا کہ مجمع میں تو بندوں کا احترام کروں اور تنہائی میں خدا کا احترام ختم کر دوں، یہ میرے لئے ممکن نہیں۔

حضرت سیدنا امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ

حیران کن جواب

خلیفہ ہارون الرشید اور اس کی بیوی میں کسی بات پر تکرار ہوگئی تو زبیدہ نے کہا کہ تم جہنمی ہو اور ہارون الرشید نے کہا کہ اگر میں جہنمی ہوں تو تیرے اوپر طلاق ہے۔ یہ کہہ کر بیوی سے کنارہ کشی اختیار کر لی لیکن محبت کی زیادتی کی وجہ سے جب جدائی کی تکلیف برداشت نہ ہو سکی تو تمام علماء کو بلا کر پوچھا کہ میں جہنمی ہوں یا جنتی؟ لیکن کسی کے پاس اس کا جواب نہ تھا اور امام شافعی بھی کمسنی کے باوجود ان علماء کے ساتھ تھے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ اگر اجازت ہو تو میں اس کا جواب دوں۔ اجازت کے بعد خلیفہ سے پوچھا کہ آپ کو میری ضرورت ہے یا مجھے آپ کی، خلیفہ نے کہا کہ مجھ کو آپ کی ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم تخت سے نیچے آجاؤ کیونکہ علماء کا مرتبہ تم سے بلند ہے۔ چنانچہ اس نے نیچے آکر آپ کو تخت پر بٹھا دیا۔ پھر آپ نے سوال کیا کہ تمہیں کبھی ایسا موقع بھی ملا ہے کہ گناہ پر قادر ہونے کے باوجود محض خوفِ الٰہی سے گناہ سے باز رہے ہو۔ اس نے قسم کھا کر عرض کیا کہ ہاں ایسے مواقع بھی آئے ہیں، آپ نے فرمایا کہ تم جنتی ہو۔ جب علماء نے اس کی دلیل طلب کی تو فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''قصد گناہ کے بعد جو شخص خوفِ خدا سے گناہ سے رک گیا اس کا ٹھکانہ جنت ہے''۔ یہ جواب سن کر علماء نے داد دیتے ہوئے کہا کہ جس کا کمسنی میں یہ عالم ہو تو خدا جانے جوانی میں اس کے کیا مراتب ہوں گے۔

والدین سے حسن سلوک

حجتہ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی شافعی رحمتہ اللہ علیہ

سب سے پسندیدہ عمل

صحیحین میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل زیادہ پسندیدہ ہے؟ فرمایا نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا والدین سے اچھا سلوک۔ میں نے پوچھا پھر کون سا عمل زیادہ پسندیدہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جہاد فی سبیل اللہ۔

باپ کا حق

مسلم کی روایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لا یجزی ولد والدہ الا یجدہ مملوکا فیشتریہ فیعتقہ بیٹا باپ کا حق ادا نہیں کر سکتا یہاں تک کہ وہ باپ کو غلام پائے اور اسے خرید کر آزاد کر دے۔

والدین کی خدمت جہاد سے افضل ہے

مسلم کی روایت ہے، ایک شخص نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا' میں آپ کے ہاتھ پر اللہ کی رضا جوئی میں ہجرت اور جہاد کی بیعت کرتا ہوں' آپ نے پوچھا تیرے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ عرض کی دونوں زندہ ہیں۔ آپ نے فرمایا جا اور جا کر والدین کی خدمت کر۔

ابویعلیٰ اور طبرانی کی رویت ہے، ایک آدمی آقا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میں جہاد کی خواہش رکھتا ہوں مگر چند مجبوریوں کی بناء پر معذور ہوں۔ آپ نے فرمایا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ عرض کی میری ماں زندہ ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ سے توفیق مانگ کر ماں سے اچھا سلوک کرتا رہ، حج، عمرہ اور جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب ملے گا۔

طبرانی میں ہے، ایک آدمی نے جہاد کی تمنا ظاہر کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تیری ماں زندہ ہے؟ اس نے عرض کیا میری زندہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ماں کے قدموں کو پکڑ، جنت پالے گا۔ ابن ماجہ کی روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اولاد پر والدین کے کیا حقوق ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ تیری جنت اور جہنم ہیں۔

ابن ماجہ، نسائی اور حاکم کی روایت ہے، ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میرا جہاد کرنے کا ارادہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشورہ لینے آیا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیری ماں زندہ ہے؟ عرض کی ہاں یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ماں سے اچھا سلوک کر، جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تیرے والدین ہیں؟ اس نے کہا ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان کی خدمت کر، جنت ان کے قدموں میں ہے۔

والدین جنت کا درمیانی دروازہ ہیں

ترمذی میں ہے، حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے آکر ایک شخص نے عرض کیا میری ماں مجھے میری بیوی کو طلاق دینے کا کہتی ہے۔ آپ نے بتایا میں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا والدین جنت کا درمیانی دروازہ ہیں، چاہے تو اسے ضائع

کردے اور چاہے تو اس کی حفاظت کر۔

ابن حبان کی روایت ہے، ایک آدمی نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ میرا باپ پہلے تو مجھے شادی کرنے کا حکم دیتا رہا اور اب کہتا ہے کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔ آپ نے فرمایا نہ تو میں تجھے والدین کی نافرمانی کے لئے کہتا ہوں اور نہ ہی بیوی کو طلاق دینے کے لئے کہتا ہوں، میں تمہیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنی ہوئی حدیث سناتا ہوں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا باپ جنت کا درمیانی دروازہ ہے، تیری مرضی ہے اس کی حفاظت کر یا اسے چھوڑ دے۔

سنن اربعہ، ابن حبان اور ترمذی کی روایت ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، میرے نکاح میں ایک عورت تھی جسے میں بہت پسند کرتا تھا مگر میرا باپ اسے اچھا نہیں سمجھتا تھا، میرے باپ نے کہا اسے طلاق دے دو تو میں نے انکار کر دیا، میرے باپ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جا کر واقعہ سنایا تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ بیوی کو طلاق دے دو۔

درازیٔ عمر کا نسخہ

مسند احمد میں روایت ہے کہ **من سره ان یمدعمر ه ویزاد فی رزقه فلیبر والدیه ولیصل رحمه** جو درازیٔ عمر اور فراخی رزق کی تمنا رکھتا ہو وہ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور صلہ رحمی کرے۔

ابویعلیٰ اور حاکم کی روایت ہے، آپ نے فرمایا: **من بر والدیه طوبی له زاد الله فی عمره** جس نے والدین سے اچھا سلوک کیا اسے مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی عمر دراز کر دی۔

ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم سے مروی کی روایت ہے، آپ نے فرمایا آدمی گناہوں کے سبب رزق سے محروم ہو جاتا ہے، دعا تقدیر کو لوٹا دیتی ہے اور حسنِ خلق عمر کو درازی عطا کرتا ہے۔ ترمذی کی ایک روایت ہے، دعا قضا کو پلٹ دیتی ہے اور اچھا سلوک عمر کو دراز کر دیتا ہے۔

والدین سے اچھا سلوک کرو

حاکم کی روایت ہے، دوسرے لوگوں کی عورتوں کو معاف کرو، تمہاری عورتوں سے درگزر کیا جائے گا، اپنے والدین سے اچھا سلوک کرو، تمہاری اولاد تم سے اچھا سلوک کرے گی۔ طبرانی کی روایت ہے اپنے والدین سے اچھا سلوک کرو تمہاری اولاد تم سے اچھا سلوک کرے گی اور تم درگزر کرو، تمہاری عورتیں بھی درگزر کریں گی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمکی بددعا

مسلم شریف کی روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کی ناک غبار آلود ہو، اس کی ناک غبار آلود ہو، اس کی ناک غبار آلود ہو، عرض کیا گیا کس کی یارسول اللہ! آپ نے فرمایا جس نے والدین یا کسی ایک کو بڑھاپے میں پایا اور جنت میں نہ گیا یا انہوں نے اسے جنت میں داخل نہ کیا۔ (والدین کو اچھا سلوک سے راضی نہ کیا)

طبرانی کی حدیث ہے، حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا آمین! آمین! آمین پھر فرمایا جبرائیل علیہ السلام آئے اور عرض کی یارسول اللہ! جس نے اپنے والدین میں سے کسی ایک کو پایا اور اس سے اچھا سلوک نہ کیا اور مر گیا تو وہ جہنم میں گیا، اللہ اسے بعید کرے، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آمین کہیں تو میں نے آمین کہی، پھر جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ! جس شخص کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہوا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ بھیجا اور مر گیا تو وہ جہنم میں گیا، اللہ نے اسے اپنی رحمت سے بعید کر دیا،

کہیے آمین! تو میں نے آمین کہی۔

ابن حبان کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: جس نے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کو پایا اور ان سے اچھا سلوک نہ کیا اور وہ مر گیا تو جہنم میں گیا، اللہ اسے اپنی رحمت سے دور کرے، میں نے آمین کہی۔

حاکم وغیرہ کی روایت کے آخر میں ہے کہ وہ رحمت سے دور ہو گیا جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور انہوں نے اسے جنت میں نہیں پہنچایا، میں نے آمین کہی۔

طبرانی کی ایک روایت یہ ہے کہ جس نے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو پایا اور ان سے اچھا سلوک نہ کیا وہ اللہ کی رحمت سے بعید ہوا اور غضبِ خدا کا حقدار بنا، میں نے آمین کہی۔ احمد کی روایت ہے: جس نے کسی غلام مسلمان کو آزاد کیا، وہ جہنم سے آزاد ہو گیا اور جس نے اپنے والدین میں سے کسی ایک کو پایا پھر بھی اس کی بخشش نہ ہوئی، اللہ اسے رحمت سے بعید کر دے۔

لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب ہستی

صحیحین کی روایت ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لوگوں میں کون محبت کرنے کے زیادہ لائق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ماں! عرض کیا گیا پھر کون؟ فرمایا: ماں! عرض کیا گیا پھر کون؟ فرمایا: ماں! جب چوتھی بار عرض کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: باپ۔ صحیحین میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں میری مشرکہ ماں میرے پاس آئی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میری بے دین ماں آئی ہے، میں اس سے کیا سلوک کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اچھا سلوک کرو۔

والدین کی رضا رب کی رضا ہے

ابنِ حبان اور حاکم کی روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کی رضا والد کی رضا میں ہے یا والدین کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والد یا والدین کی ناراضگی میں ہے۔ طبرانی کی ایک روایت ہے، والد یا والدین کی فرمانبرداری میں اللہ کی فرمانبرداری ہے اور والد یا والدین کی نافرمانی میں اللہ کی نافرمانی ہے۔ بزار کی ایک روایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا والدین کی رضا میں رب کی رضا ہے اور والدین کی ناراضگی میں اللہ کی ناراضگی ہے۔

والدین سے حسن سلوک توبہ کا ذریعہ ہے

ترمذی، ابن حبان اور حاکم سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے، میرے لئے توبہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیری ماں ہے؟ عرض کی: نہیں! پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیری خالہ ہے؟ عرض کی ہاں! فرمایا جاؤ اور خالہ سے اچھا سلوک کرو۔

والدین کی وفات کے بعد ان سے حسن سلوک

ابوداؤد اور ابن ماجہ میں روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) والدین کی موت کے بعد ان سے اچھائی کرنے کی کوئی صورت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کے لئے دعائے مغفرت کرو، ان کے وعدوں کو پورا کرو، ان کے رشتہ داروں سے تعلق رکھو اور ان کے دوستوں کی عزت کرو۔ ابنِ حبان کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ اس جوان نے کہا: یہ کتنی عمدہ اور جامع بات ہے، آپ نے

فرمایا جاؤ اور اس پر عمل کرو۔

امام مسلم سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکہ کی طرف سفر کر رہے تھے، راستے میں انہیں ایک بدوی ملا، آپ نے اسے گدھے پر اپنے ساتھ بٹھایا اور اپنی دست مبارک اتار کر اسے دے دی۔ ابن دینار نے کہا اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے، یہ بدوی لوگ تو چھوٹی سی عطا پر خوش ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس کا باپ میرے باپ کا دوست تھا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے اچھی نیکی بیٹے کا اپنے باپ کے دوستوں کو عزیز رکھنا ہے۔

صحیح ابن حبان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینہ آیا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما میرے یہاں تشریف لائے اور فرمایا جانتے ہو میں تمہارے پاس کیوں آیا ہوں؟ میں نے کہا نہیں! انہوں نے فرمایا میں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص قبر میں سوئے ہوئے باپ سے نیکی چاہتا ہے، وہ اس کے دوستوں سے اچھا سلوک کرے۔ میرے باپ عمر رضی اللہ عنہ اور تمہارے باپ میں بھائی چارہ تھا، میں اس لئے حاضر ہوا ہوں۔

تین جوانوں کے نیک اعمال

صحیحین اور دوسری کتب احادیث میں روایت ہے کہ اگلے وقتوں میں تین آدمی تلاشِ روزی کے لئے سفر میں نکلے، راستے میں انہیں بارش نے آلیا اور وہ بھاگ کر ایک غار میں چھپ گئے اچانک ایک چٹان لڑھک کر غار کے منہ پر آکر رک گئی اور غار کا منہ بند ہو گیا، انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہر ایک اپنے اچھے اعمال کو یاد کر کے دعا مانگے تاکہ اس مصیبت سے نجات مل جائے۔

ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں، انہوں نے ایک دوسرے سے کہا ذرا سوچو اور کوئی ایسا عمل کرو جو تم نے اللہ کی رضا کی خاطر کیا ہو اور اس عمل کو وسیلہ بنا کر اس چٹان سے نجات کی دعا مانگو۔ ایک اور روایت کے یہ الفاظ ہیں، چٹان گرنے کی وجہ سے غار کا نشان مٹ گیا، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ ہم کہاں ہیں، اللہ تعالیٰ سے اپنے بہترین عمل کو وسیلہ بنا کر دعا کریں تب ان میں سے ایک نے کہا' الہ العالمین! میرے والدین بوڑھے تھے، میں ان سے پہلے شام کے وقت کسی بچے کو دودھ نہیں پلایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ میں کسی کام کے لئے چلا گیا جب میں واپس آیا تو وہ سو گئے تھے، میں نے دودھ دوہا اور ساری رات دودھ لے کر سرہانے کھڑا رہا یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور میرے بچے ساری رات بھوکے سوتے رہے۔ اے ربِ ذوالجلال! میں نے یہ سب کچھ تیری رضا پانے کے لیے کیا تھا اب تو یہ چٹان ہم سے ہٹا دے اس دعا کے بعد چٹان اتنی ہٹ گئی کہ سورج کی روشنی اندر آنے لگی۔

ایک اور روایت کے یہ الفاظ ہیں، میرے بچے چھوٹے تھے، میں بکریاں چرا کر واپس آتا تو دودھ دوہ کر پہلے والدین کو پلاتا پھر بچوں کو دیتا۔ ایک مرتبہ مجھے ضروری کام کے لئے جانا پڑا، واپسی اس وقت ہوئی جب میرے والدین سو چکے تھے، میں نے حسبِ معمول دودھ دوہا اور لے کر والدین کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور بچے میرے قدموں میں پڑے دودھ مانگتے رہے مگر میں نے والدین کو دودھ پلائے بغیر انہیں دودھ دینا مناسب نہیں سمجھا یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ اے اللہ! اگر میرا یہ عمل تیری رضا چاہنے میں تھا تو اس چٹان کو ہٹا دے کہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں، چٹان اتنی ہٹ گئی کہ آسمان نظر آنے لگا۔ دوسرے نے چچازاد بہن سے زنا سے باز رہنے کا ذکر کیا اور تیسرے نے مزدور کی اُجرت کی امانت داری کا ذکر کیا یہاں تک کہ چٹان مکمل طور پر ہٹ گئی اور وہ باہر نکل گئے۔

اسلام کی شانِ اعتدال

صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام اس باب میں بہت فراخ دامن، وسیع الفطرت اور غیر متعصب ہے کہ وہ حق اور علم پر کسی کی اجارہ داری تسلیم نہیں کرتا، اس لئے کہ یہ دین خدا کا ہے اور خدا تمام جہانوں کا ہے، رب العالمین اور رب الناس، وہ حق کی تلاش کو واجب اور علم کے حصول کو لازم قرار دیتا ہے، قرآن مجید میں جگہ جگہ یہود و نصاریٰ کی اس نفسانی کیفیت اور محدود ذہنیت پر تنقید اور تعریض کی ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک نجات اور ہدایت نہیں پا سکتا جب تک کہ وہ یہودی اور نصرانی نہ بن جائے، یہود خود کو خدا کر کے ''احبارء'' یعنی چہیتے دوست اور نصرانی اپنے آپ کو خدا کے ''ابناء'' یعنی بیٹے تصور کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان دونوں دعوؤں کو بے دلیل، ان کے نعروں کو بے اصل اور ان کی باتوں کو لغو قرار دیا، اور فرمایا کہ نجات اخروی اور ہدایت دینوی کے لئے یہود و نصاریٰ بننا ضروری نہیں بلکہ ''ربانی'' یعنی اللہ والا ہونا ضروری ہے۔ اس اسلام نے نجات اور ہدایت کو کسی خاص نسل، علاقہ، زبان اور مشرب تک محدود نہیں رکھا بلکہ توحید اور عبادت کے اصول و عملی مزاج سے منسلک کیا ہے، اسلام میں کوئی پیدائشی گناہ گار اور موروثی متقی کی کوئی گنجائش نہیں بلکہ یہ دونوں اوصاف اکتسابی ہیں، جو جیسا عمل کرے گا ویسا کہلائے گا۔ نہ گناہ وراثت میں ملتا ہے اور نہ تقویٰ، یہی حال دوسرے اوصاف حسنہ کا ہے۔

چنانچہ اسلام نے جہاں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو اپنے پیروکاروں کے لئے ماننا لازم قرار دیا ہے وہاں دیگر انبیاء کرام علیہم السلام پر بھی ایمان کو لازمی قرار دیا ہے۔ قومی اختلاف کو بنیاد بنا کر اسلام نے دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے انکار کو کفر کہا ہے ویسا ہی کفر جیسا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا انکار کفر ہے۔ قرآن مجید یہودیوں کے مزاج اور نصرانیوں کے اطوار کو حق انسانیت اور سوسائٹی کے لئے بہت مکروہ، مہلک اور ہولناک کہتا ہے، ان کی سازشوں کو بے نقاب کرتا ہے، ان کی دوغلی ذہنیت سے پردہ اٹھاتا ہے، ان کی بداعتقادی اور بدعملی کو خوب واضح کرتا ہے۔ مگر مسلمانوں کو اس امر کا پابند کرتا ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسی طرح خدا کا رسول مانیں جس طرح وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کا نبی مانتے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب تورات کو اسی طرح منزل من اللہ اور الہامی کتاب سمجھیں جس طرح وہ قرآن مجید کو سمجھتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب انجیل کو بھی قرآن مجید کی طرح الہامی کتاب کا درجہ دیں، انبیاء اور کتب سماوی میں ذرا سی بھی تفریق کفر صریح ہے۔

یہود و نصاریٰ کا سارا فلسفہ اور زور صرف اس بات پر تھا کہ ہم ہی جنت کے حقدار، نجات یافتہ، برسر حق اور رحمتِ الٰہی کے مستحق ہیں، مگر یہ ان کی آرزو اور خواہش تھی، ناتمام اور ناآسودہ اس کا حق اور حقیقت دونوں سے کوئی تعلق نہ تھا ان کے پاس یہ ثابت کرنے کے لئے نہ کوئی فکری دلیل تھی اور نہ حسن عمل۔ (سورۃ البقرہ میں ہے)

''ان کا کہنا ہے کہ کوئی شخص جنت میں نہ جائے گا جب تک کہ وہ یہود نہ ہو یا (عیسائیوں کے خیال کے مطابق) وہ عیسائی نہ ہو، یہ محض ان کی تمنائیں ہیں،

ان سے کہو اپنی دلیل پیش کریں اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو، حق یہ ہے کہ جو بھی اپنی ذات کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں دے دے اور عملاً نیک روش

اختیار کرے اس کے لئے اس کے رب کے پاس اجر ہے۔(110، 112)

اس سے متصل اگلی آیت بھی اس کم نظری، جانبداری، تعصب، غلط فہمی اور کج فکری کو واضح کر رہی ہے جو یہود و نصاریٰ کی کج فہمی کی نفسانیت میں اس طرح پیوست ہوگئی تھی کہ حق آجانے اور حقیقت واضح ہونے کے باوجود ان سے جدا نہ ہوسکی، ارشاد ربانی ہے:

''یہودی کہتے ہیں کہ عیسائیوں کے پاس کچھ نہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ یہودی خالی ہاتھ ہیں حالانکہ وہ کتاب پڑھتے ہیں اور اسی قسم کے دعوے ان لوگوں کے بھی ہیں جن کے پاس کتاب کا علم نہیں یہ اختلافات جن میں یہ لوگ مبتلا ہیں ان کا فیصلہ قیامت کے روز اللہ کردے گا''۔(البقرہ، 113)

آگے چل کر قرآن مجید نے بڑی اصولی اور عقلی بات کہی ہے کہ ''ہدایت کا راستہ بس وہی ہے جو اللہ کا راستہ ہے''۔(البقرہ، 120) ہدایت پر کسی قوم اور نسل، رنگ اور علاقے کا اجارہ نہیں، ہدایت دراصل وہ توفیق ہے جو اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے، ہدایت وہ نور ہے جو الٰہی اور ربانی ہے اور یہ نور اور ہدایت انہیں نصیب ہوتی ہے جو خود کو اللہ تعالیٰ کی بندگی میں دے دیتے ہیں۔کسی تعصب اور ذہنی تحفظ کے بغیر نہ کوئی قومی غرور آڑے آتا ہے، نہ نسلی تفاخر سد راہ بنتا ہے، نہ مشربی تعصب غالب آتا ہے اور نہ جاہلی نفسیات رکاوٹ بنتی ہے۔

مختلف مذاہب کا ایک مخصوص مزاج ہے جس کا سراغ ان کے مطالعے اور تاریخ میں جھانکنے سے ملتا ہے۔ بدھ مت کا نروان (فنا) ہندو مت کا آواگون (تناسخ) یہودیت کا بے لچک قانون یعنی Love less law اور عیسائیت کا مزاج بے ہنگم محبت یعنی Love law less ہے مگر اسلام چوں کہ ایک مذہب ہی نہیں بلکہ مکمل اور جامع دین ہے اس لئے اس کی بنیاد عدل پر ہے اور یہی توازن واعتدال انسان اور سوسائٹی کو ہر قسم کی اعتقادی کجی، فکری زیغ، عملی ضلال، ذہنی اختلال اور نفسیاتی پیچیدگی سے بچاتا ہے اسلام نے عقیدہ وعمل دونوں میں اعتدال کو سنگ میل کا درجہ دیا ہے۔

وہ احقاق حق اور اعلان حقیقت میں نہ دباؤ سے کام لیتا ہے اور نہ سفارش کو مانتا ہے، اس کے ہاں قرب وبعد، محبت ونفرت، اپنائیت اور اجنبیت اور ہدایت وضلالت کا تعلق جذبات سے نہیں اصولوں سے ہے، اس کا کوئی سگا اور سوتیلا نہیں، وہ ہر نوع کے تعصب کی نفی کرتا اور تقرب کو اصول کی کسوٹی پر رکھتا ہے، جو میزان عدل واصول پر پورا اترا وہی مومن اور ناجی ہے۔کسی قدر مبنی بر صداقت، بصیرت افروز، آفاقی وکائناتی اور میزان فکر وعمل میں سونے سے تلنے کے قابل یہ فرمان قرآنی ہے جس کے آگے ہر زمانے کے حق پرست لوگوں کی پیشانیاں احترام وعقیدت سے جھکی ہوئی نظر آتی ہیں۔

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر حق وراستی پر قائم رہو اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو، کسی گروہ کی دشمنی تمہیں اس بات پر نہ ابھارے کہ عدل سے ہٹ جاؤ عدل کرو کہ یہی تقویٰ کے قریب تر ہے تم ہر معاملے میں اللہ سے ڈرو وہ بلاشبہ تمہارے ہر فعل سے پوری طرح باخبر ہے''۔(المائدہ، 8)

ایمان بالرسول اور ایمان بالکتب میں یہی فلسفہ اور اصول کارفرما ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نصرانیوں سے کیا کیا گزند نہ پہنچا؟ اور یہودیوں کی کن کن سازشوں نے اسلام کو نقصان نہیں پہنچایا؟ مگر نہ تو اسلام کا اصول اور نہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل کسی رد عمل اور تعصب کا شکار ہوا اور نہ اسلام نے اپنے اصولی موقف سے ہٹ کر اپنے ماننے والوں کو کوئی تعلیم دی، کفار ومشرکین کا مخالفانہ رد عمل تو سمجھ میں آتا ہے کہ وہ بت پرستی میں مبتلا تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بت شکنی کی بات کی، وہ کسی وحی والہام کے منکر تھے جب کہ اسلام وحی والہام کی بات کرتا ہے تو وہ اللہ کی بندگی کے قائل نہ تھے جب کہ اسلام سارے کا سارا اللہ کی بندگی کا دوسرا نام ہے مگر یہود ونصاریٰ تو اہل کتاب تھے۔سلسلہ نبوت اور وحی کے قائل تھے اور یوم

آخرت پر ایمان رکھتے تھے اس کے باوجود انہوں نے اسلام اور پیغمبر اسلام کی مخالفت کی محض اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے قبیلے، ان کی قوم اور ان کے مسلک کے نہ تھے اور اسلام ان کی تورات اور انجیل میں تحریکات کا پردہ چاک کرتا، ان کی جھوٹی آرزوؤں کی پول کھولتا، ان کے خود ساختہ تخیلات کی تردید کرتا اور ان کے مختلف انبیاء کی تکذیب کو نشانہ تنقید بناتا تھا اور یہی چیز یہود ونصاریٰ کو ناگوار تھی یعنی معیار اور کسوٹی حق اور حقیقت نہیں بلکہ ضد اور عصبیت ہے۔

قرآن مجید نے بنی اسرائیل کے موضوع کو اپنا مرکزی موضوع قرار دیا ہے، ایک پوری سورت اسی نام پر ہے۔ پہلے اور دوسرے پارے میں غالب ذکر بنی اسرائیل کا ہے، اسی طرح دوسری متعدد سورتوں میں یہود ونصاریٰ کا ذکر ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ اس وقت مکہ اور مدینہ میں دو گروہ ایسے تھے جو کسی الہامی مذہب کا خود کو پیروکار سمجھتے تھے مگر ان کا طرز عمل کسی اصولی فکر اور الہامی دین کے علمبردار اور نام لیوا لوگوں کا نہ تھا بلکہ سراسر قومی ونسلی عصبیت اور گروہی رقابت کا تھا اور انہیں حق کے اجارہ دار ہونے کا زعم لاحق تھا۔ حالانکہ وہ زعم باطل ہوتا ہے جو انسان کو قبول حق اور اعتراف حق سے بہت دور لے جاتا ہے اور محروم کر دیتا ہے، سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 41 بہت چشم کشا اور حقیقت افروز ہے۔

''اور تم ایمان لے آؤ اس پر جو میں نے نازل کیا اور جو کچھ تمہارے پاس پہلے سے موجود ہے یہ کتاب اس کی تصدیق کرنے والی ہے اور تم اس سے پہلے پہل انکار کرنے والے نہ بن جاؤ''۔

یہ ایک طرح کا اظہار تاسف ہے یہود ونصاریٰ کی ذہنیت پر کہ جنہیں سب سے پہلے قرآن مجید کو ماننا چاہیے تھا کیوں کہ قرآن مجید نے تورات اور انجیل کی تصدیق کی ان کی صداقت پر گواہی دی، ان کے الہامی ہونے کی تائید کی، اور ان کے جوہری تعلیمات کو اسلام قرار دیا لیکن افسوس کہ انہوں نے اس دین اور کتاب کی سب سے پہلے تکذیب وتردید کی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے وجوب کے بعد کچھ عرصہ مکہ مکرمہ اور سترہ ماہ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے، اور اہل اسلام نے بھی اسی جانب رخ کر کے نماز پڑھی، حالانکہ بیت المقدس یہود ونصاریٰ کا قبلہ تھا، اور یہود ونصاریٰ کی اسلام دشمنی کوئی مخفی امر نہ تھا اس کے باوجود حکمِ الٰہی کی تعمیل میں کعبہ ابراہیمی کے بجائے بیت المقدس کو قبلہ کا درجہ حاصل رہا یہ قبول حق اور اصول عدل کی بہت واضح اور ناقابل تردید دلیل اور مثال ہے۔ حالانکہ جب یہود ونصاریٰ کا آپس میں اختلاف ہوا اور بات قتل وقتال تک پہنچ گئی تو ان دونوں گروہوں نے گروہی مخاصمت کے باعث اپنا قبلہ الگ الگ کر لیا۔ یہود نے بیت المقدس کو اپنا قبلہ بنایا اور عیسائیوں نے بیت اللحم کو قبلہ قرار دے دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کعبہ ابراہیمی بہت عزیز تھا وہاں کے جد امجد کی یادگار ہے آپ ملت ابراہیمی کے پیروکار تھے نبوت کا منصب بنی اسرائیل سے نکل کر بنی اسماعیل میں منتقل ہوا تھا، اور آپ حضرت اسماعیل کے بعد بنی اسماعیل کے پہلے نبی بنے۔ درمیانی عرصے میں جو چار پانچ ہزار سال پر مشتمل ہے نبوت اور حکومت بنی اسرائیل کے پاس رہی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی اس نعمت عظیم کا قرآن مجید میں بار بار تذکرہ کیا ہے اس سب کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ماننے والوں نے کسی خاندانی عصبیت اور گروہی رقابت کا مظاہرہ نہیں فرمایا اس لئے کہ جس دین کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اس میں تعصب نہیں بلکہ اس کا جوہر عدل ہے اور عدل ایک بے آمیز بے لاگ اور بے میل صفت ہے جس کے دربار میں تعصب، رعایت، ذاتی جذبات اور رشتے کبھی باریاب نہیں ہوتے۔

اسی عدل کے اصول کی پاسداری کا نتیجہ ہے کہ اسلام کسی خاص وطن، کسی خاص قوم، کسی خاص رنگ اور کسی خاص زبان کا دین نہیں بلکہ سبھی علاقوں، نسلوں، رنگوں اور زبانوں کے لوگ اس کے حلقہ بگوش ہیں، اور حکمت کو مومن کی گمشدہ میراث سمجھتے ہیں، جہاں سے ملے اسے پانے کی کوشش کرتے ہیں، ہم جو یہ خود غلط لوگ اسلام کے گرد تعصب کا حصار کھینچتے ہیں وہ اپنی کم ظرفی دکھاتے ہیں ورنہ اس داغ سے اسلام کا دامن بالکل پاک ہے۔

بہت سارے بندے

ڈاکٹر ظفر اقبال نوری

بندے تو بہت سارے ہیں
حرص و ہوس اور غفلت و معصیت میں جکڑے ہوئے بندے
اپنی انا کے خود تراشیدہ بتوں کے سامنے جھکے ہوئے بندے
خواہشات کے پرفریب جال میں پھنسے ہوئے بندے
زندگی کی رعنائیوں پر مرے ہوئے بندے
بندوں کی محبت میں اُلجھے ہوئے بندے
بندوں کی نفرت میں اٹے ہوئے بندے
بندوں ہی کی بندگی میں لگے ہوئے بندے
اور پھر وہ بندے کہ بس اسی کے بندے

نہ اپنی عزت و شہرت پہ نظر---نہ اہل ثروت کی دولت سے غرض---نہ خواہشات کی بھیڑ---نہ لمبی لمبی امیدوں کے جھمیلے---نہ اپنے حسن خود سوز سے تعلق---نہ کائنات کے مسحور کن حسن و جمال کی پروا---نہ لوگوں سے اپنی تعریف کے خواہاں اور نہ ان کی تنقید سے خائف ---نہ لوگوں کی محبتوں کے دلدادہ اور نہ ان کی نفرتوں سے متنفر---

یہ بندے ہیں بس اسی کے بندے ----- ان کی زندگیوں کا مقصد بس اسی کی بندگی ہے
ان کا مطمح نظر بس اسی کی رضا ہے
ان کی تگ و تاز کا مرکز بس اسی کی خوشنودی ہے
ان کے سفر لیل و نہار کی منزل بس اسی کی ذات ہے
ان کے باوجود ان کی پیشانیوں پر عرق ندامت کے قطرے جھلملاتے ہیں
ان کا عجز اپنی ہر نیکی کو گناہ سے آلودہ پاتا ہے
ان کا سر احساس خجالت اور ذوق عبدیت سے جھکا جھکا جاتا ہے
وہ اپنی ہر خطا کو اپنے نفس کی شامت اعمال اور اپنی ہر خوبی کو اپنے مولا کی عطا جانتے ہیں

یہی تقدس ماب احساس ہے جو ہزار اطاعت و سعادت کے باوجود ان کے چہروں پر عجیب خود پسندی اور تکبر کے غازوں کی بجائے عجز و انکسار، بندگی،

عبدیت اور عقیدت کا نور بھر دیتا ہے۔ یہی نوران مکرم بندوں کو بندہ ہوتے ہوئے بھی دوسرے بندوں سے ممتاز کر دیتا ہے، وہ خدا شناس اور خود آگاہ ہو کر اپنے کو اللہ کا بندہ کہتے ہیں اور لوگ ان کے چہروں کے نور کو پڑھ کر ان کو اللہ کے ولی اور بندوں کے آقا کہتے ہیں۔

ہم نے بھی ایک ایسے مرد قلندر کی زیارت کی ہے جسے دنیا حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ کے نام سے یاد کرتی ہے۔

دینی کتابوں کے مطالعہ کی اہمیت

محمد حشیم الدین قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دینی کتابوں کے مطالعہ سے جوانمول نعمت علم دین حاصل ہوتا ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کے حصول کے فضائل سے متعلق کچھ قرآنی آیات اور احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی عرض کردوں تاکہ ہمارے قارئین کے قلب وجگر میں مطالعہ کی اہمیت مکمل طور پر جاگزیں ہوجائے اور فی الوقت جو مطالعہ کے تعلق سے بے راہ روی ہماری قوم میں بدنصیبی سے آچکی ہے وہ دور ہوجائے۔ انشاءاللہ عزوجل

اہمیت علم کا معترف ویسے تو پوری دنیا اور سبھی مذاہب ہیں لیکن اس میں مذہب حق اسلام سب سے پیش پیش ہے، یہاں تک کہ اسلام نے اپنے ماننے والوں پر حصول علم دین کو فرض قرار دیا ہے۔ علم کی اہمیت کو قرآن پاک میں کچھ یوں بیان کیا گیا ہے۔ فرمان رب عزوجل ہے:

تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجانے۔ (پارہ ۲۳، الزمر ۹)

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے: تو ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں۔ (پ ۱۱، التوبہ ۱۲۲)

ایک جگہ حصول علم کے لئے دعا کرنے کی تعلیم پر ارشاد ہوتا ہے: اور عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے۔ (پ ۱۶، طٰہٰ ۱۱۴)

چند فرامین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ملاحظہ فرمالیجئے:

تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے ''اللہ عزوجل جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا فرماتا ہے۔ (صحیح بخاری جلد ۱، ص ۴۳، حدیث ۷۱)

فرماتے ہیں کہ جو بندہ علم کی جستجو میں جوتے موزے یا کپڑے پہنتا ہے تو اپنے گھر کی چوکھٹ سے نکلتے ہی اس کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ (طبرانی اوسط، باب المیم، حدیث ۵۷۲۲)

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ جو علم کی تلاش میں نکلتا ہے وہ واپس لوٹنے تک اللہ عزوجل کی راہ میں ہوتا ہے۔ (جامع ترمذی، کتاب العلم، حدیث ۲۶۵۶)

فرماتے ہیں کہ علم کا ایک باب جسے آدمی سیکھتا ہے میرے نزدیک ہزار رکعت نفل پڑھنے سے زیادہ پسندیدہ ہے اور جب کسی طالب العلم کو علم حاصل کرتے ہوئے موت آجائے تو وہ شہید ہے۔ (الترغیب والترہیب، کتاب العلم، حدیث ۱۶)

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ جو میری اس مسجد میں صرف بھلائی کی بات سیکھنے یا سکھانے کے لئے آیا تو وہ اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے اور جو کسی اور نیت سے آیا تو وہ غیر کے مال پر نگاہ رکھنے والے کی طرح ہے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب العلم، حدیث ۲۲۷)

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جو کوئی اللہ عزوجل کے فرائض سے متعلق ایک یا دو یا تین یا چار پانچ کلمات سیکھے اور اسے اچھی

طرح یاد کرے پھر لوگوں کو سکھائے تو وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا۔ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات سننے کے بعد کوئی حدیث نہیں بھولا۔ (الترغیب والترہیب، کتاب العلم، حدیث ۲۰)

حضرت سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں علم کا ایک مسئلہ سیکھنا میرے نزدیک پوری رات قیام کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے، مزید فرماتے ہیں جو یہ کہے کہ علم کی جستجو میں رہنا جہاد نہیں اس کی رائے اور عقل ناقص ہے۔ (المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح)

جس علم دین کی اتنی اہمیت اور فضیلت آپ نے ملاحظہ فرمائی، اس کے حصول کا ایک اہم ذریعہ مطالعہ کتب ہے تو جب کتابوں کے مطالعہ سے اتنی انمول شی کا حصول ہوتا ہے تو حاصل شدہ شی ہی سے مطالعہ کتب کی اہمیت ثابت ہو جاتی ہے۔ آیئے اب بعض مقتدر علمائے کرام کے مطالعہ کا جائزہ لیتے ہیں جو اپنے اپنے وقت میں عالم اسلام میں آفتاب و ماہتاب بن کر روشن ہوئے اور سینکڑوں سال گزر جانے کے بعد بھی دنیا اُن کے مطالعہ کتب کے خزینہ سے مستفیض ہو رہی ہے اور اپنی استطاعت کے مطابق اپنی اپنی علمی پیاس کو بجھا رہی ہے۔

محمد بن حاتم اوراق کہتے ہیں کہ امام بخاری جب سفر میں رہتے تو ہم تمام خدام کو ایک کمرے میں رکھتے اور خود سب سے علیحدہ ایک کمرے میں۔ ایک بار میں نے دیکھا کہ وہ رات میں پندرہ بیس مرتبہ اٹھے اور چقماق سے آگ جلا کر چراغ جلاتے اور احادیث کے دفاتر پڑھتے کہیں کہیں نشان لگاتے پھر تکیہ پر سر رکھ کر لیٹ جاتے۔ میں نے عرض کیا کہ رات کو آپ نے بار بار خود زحمت اٹھائی مجھے جگا دیتے۔ فرمایا تم جوان ہو اور گہری نیند سوتے ہو تمہاری نیند خراب ہوتی۔ (نزہۃ القاری، مقدمہ)

امام مسلم ابن حجاج نیشاپوری سے ایک دفعہ کوئی حدیث دریافت کی گئی آپ نے تمام رات وہ حدیث تلاش کرنے کے لئے کتب کا مطالعہ شروع کیا، اور مطالعہ میں انہماک کا عالم یہ تھا کہ کسی نے کھجوروں کی ٹوکری برابر میں حاضر کر دی، اس میں سے ایک ایک کھجور کھاتے رہے اور حدیث ڈھونڈتے رہے صبح کو حدیث مل گئی، تب تک کھجوروں کی ٹوکری خالی ہو چکی تھی اور مطالعہ میں اتنے منہمک تھے کہ احساس ہی نہیں ہوا، اور اسی وجہ سے وفات ہوئی۔ (مرآۃ المناجیح جلد ۱)

امام محمد بن احمد ہروزی فرماتے ہیں کہ میں بیت اللہ شریف سے متصل سو رہا تھا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا۔ فرماتے ہیں کہ تم میری کتاب کیوں نہیں پڑھتے؟ میں نے پوچھا حضور آپ کی کتاب کون سی ہے؟ فرمایا محمد بن اسمٰعیل بخاری کی کتاب ''صحیح بخاری''۔ (مرآۃ المناجیح جلد ۱)

سبحان اللہ مطالعہ کتب کے کیا کہنے کہ خود دونوں جہاں کے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی ترغیب دے رہے ہیں۔ وہیں صحیح بخاری کی بھی فضیلت ظاہر ہوئی کہ اس کتاب کو آقا علیہ السلام نے اپنی فرمایا۔

امام محمد شیبانی رحمۃ اللہ علیہ شب بیداری فرمایا کرتے تھے اور آپ کے پاس مختلف قسم کی کتب رکھی ہوئی تھیں۔ جب ایک فن سے اکتا جاتے تو دوسرے فن کے مطالعے میں لگ جاتے تھے۔ یہ بھی منقول ہے کہ آپ اپنے پاس پانی رکھا کرتے تھے جب نیند کا غلبہ ہونے لگتا تو پانی کے چھینٹے دے کر نیند کو دور فرماتے اور فرمایا کرتے تھے کہ نیند گرمی سے ہے لہٰذا ٹھنڈے پانی سے دور کرو۔ (تعلیم المتعلم، طریق التعلم)

امام محمد شیبانی کو مطالعے کا اتنا شوق تھا کہ شب کے تین حصے کرتے ،ایک حصہ میں عبادت کرتے ،ایک حصہ میں مطالعہ اور بقیہ ایک حصہ میں آرام فرماتے تھے۔آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے والد کی میراث میں سے تیس ہزار درہم ملے تھے ان میں سے پندرہ ہزار میں نے علمِ نحو، شعر وادب اور لغت وغیرہ کی تعلیم وتحصیل میں خرچ کیا اور پندرہ ہزار حدیث وفقہ کی تعلیم وتکمیل پر۔(تاریخ بغداد)

مقتدر علمائے کرام کو کتابوں سے کتنا لگاؤ تھا وہ اس روایت سے اندازہ لگایئے کہ امام ابوداؤد رحمتہ اللہ علیہ اپنی ایک آستین فراخ اور دوسری تنگ رکھا کرتے تھے جب ان سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا ایک آستین کشادہ اس لئے رکھتا ہوں کہ اس میں اپنی کتاب کے کچھ اجزاء رکھ سکوں اور دوسری آستین بلاضرورت کشادہ رکھنا اسراف میں داخل سمجھتا ہوں۔(تذکرۃ الحفاظ)

حسن بن محمد بن ابراہیم کہتے ہیں کہ ایک بار انہیں خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سنن کا علم حاصل کرنا چاہتا ہو وہ سنن ابوداؤد کا علم حاصل کرے۔(بستان المحدثین)

ایک مرتبہ حافظ سعید بن سکن کی خدمت میں طلبۂ حدیث کی ایک جماعت حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ ہمارے سامنے حدیث کی بہت سی کتابیں ہیں،بہتر ہوگا کہ شیخ ہماری رہنمائی کچھ ایسی کتابوں کی طرف کریں جن پر ہم کفایت کرسکیں۔حافظ ابن سکن نے یہ سن کر کچھ جواب نہیں دیا بلکہ اٹھ کر سیدھے گھر چلے گئے اور کتابوں کے چار بستے لاکر اوپر تلے رکھ دیے پھر فرمانے لگے:**هذا قواعد الاسلام كتاب مسلم ،و كتاب بخارى و كتاب ابى داؤد و كتاب نسائى** ۔(شروط الائمۃ الستہ)

حکیم ابونصر فارابی جن کا عالم میں بڑا شہرہ ہے زمانہ طالب علمی میں رات کو راستے میں پاسبانوں کی قندیلوں تلے کھڑے ہوکر کتاب کا مطالعہ کرتے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ)

حضرت شیخ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جاڑے کی ٹھنڈی اور گرمی کی جھلسا دینے والی جھونکوں میں ہر روز دو بار دہلی کے مدرسہ میں جاتا تھا جو ہمارے مکان سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر ہوگا۔دوپہر کو تھوڑی دیر گھر ٹھہر کر چند لقمے ضرورتاً کھالیتا تھا میرے والدین ہر چند کہتے تھے کہ تھوڑی دیر کے لئے قوم کے لڑکوں کے ساتھ کھیل لو اور وقت پر سوجاؤ میں کہتا تھا کہ آخر کھیلنے سے مقصد دل کا خوش کرنا ہی تو ہے میری طبیعت اس سے خوش ہوتی ہے کہ کچھ پڑھوں یا لکھوں۔(سوانح شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

محقق علی الاطلاق خاتم المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتب بینی کا حال بتاتے ہوئے ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں''مطالعہ کرنا میری شب روز کا مقصد تھا،بچپن ہی میں میرا یہ حال تھا کہ میں نہیں جانتا تھا کہ کھیل کود کیا ہے؟ آرام وآسائش کے کیا معنی ہیں؟ سیر کیا ہوتی ہے؟ بارہا ایسا ہوا کہ مطالعہ کرتے کرتے آدھی رات ہوگئی تو والد محترم سمجھاتے بابا کیا کرتے ہو؟ یہ سنتے ہی میں فوراً لیٹ جاتا اور جواب دیتا سونے لگا ہوں پھر جب کچھ دیر گزر جاتی تو اٹھ بیٹھتا اور پھر سے مطالعہ میں مصروف ہوجاتا۔بسا اوقات یوں بھی ہوا کہ دوران مطالعہ سر کے بال اور عمامہ وغیرہ چراغ سے چھو کر جھلس جاتے لیکن مطالعہ میں ہونے کی وجہ سے پتہ نہ چلتا تھا۔

اعلیٰ حضرت مجدد اسلام امام احمد رضا قادری رحمتہ اللہ علیہ کے شوق مطالعہ اور ذہانت کا بچپن ہی میں یہ عالم تھا کہ استاذ سے کبھی چوتھائی

کتاب سے زیادہ نہ پڑھی بلکہ چوتھائی کتاب استاذ سے پڑھنے کے بعد بقیہ تمام کتاب کا خود مطالعہ کرتے اور یاد کر کے سنایا کرتے تھے۔(حیات اعلیٰ حضرت جلد ا)

اعلیٰ حضرت ایک مرتبہ پیلی بھیت تشریف لے گئے اور حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی کے مہمان ہوئے۔اثنائے گفتگو میں عقود الدریہ فی الفتاویٰ الحامدیہ کا ذکر نکلا۔حضرت محدث سورتی صاحب نے فرمایا میرے کتب خانے میں ہے۔باوجود کہ اعلیٰ حضرت کے کتب خانہ میں کتابوں کا کافی ذخیرہ تھا،اور ہر سال معقول رقم کی نئی نئی کتابیں آیا کرتی تھیں مگر اس وقت تک عقود الدریہ منگوانے کا اتفاق نہ ہوا تھا۔اعلیٰ حضرت نے فرمایا میں نے نہیں دیکھی ہے،جاتے وقت میرے ساتھ کر دیجئے۔حضرت محدث سورتی صاحب نے بخوشی قبول کیا،اور کتاب حاضر کر دی،ساتھ ہی فرمایا کہ جب ملاحظہ فرمالیں تو بھیج دیں۔اس لیے کہ آپ کے یہاں تو بہت کتابیں ہیں،میرے پاس یہی گنتی کی چند کتابیں ہیں جن سے فتویٰ دیا کرتا ہوں،اعلیٰ حضرت نے فرمایا اچھا۔اعلیٰ حضرت کا مقصد اسی دن واپسی کا تھا مگر اعلیٰ حضرت کے ایک جاں نثار مرید نے حضرت کی دعوت کی اس وجہ سے کہ رک جانا پڑے۔شب کو اعلیٰ حضرت نے عقود الدریہ کو جو ایک ضخیم کتاب دو جلدوں میں تھی،ملاحظہ فرمالیا۔دوسرے دن دوپہر کے بعد ظہر کی نماز پڑھ کر گاڑی کا وقت تھا۔بریلی شریف روانگی کا قصد فرمایا۔جب اسباب درست کیا جانے لگا تو عقود الدریہ بجائے سامان میں رکھنے کے فرمایا کہ محدث صاحب کو دے آؤ۔حضرت ملک العلماء ظفر الدین قادری بہاری فرماتے ہیں کہ مجھے تعجب ہوا کہ قصد لے جانے کا تھا واپس کیوں فرمارہے ہیں؟لیکن کچھ بولنے کی ہمت نہ ہوئی۔حضرت محدث سورتی صاحب کی خدمت میں حاضر کیا،وہ اعلیٰ حضرت سے ملنے اور اسٹیشن تک ساتھ جانے کے لئے زنانہ مکان سے تشریف لا ہی رہے تھے کہ میں نے اعلیٰ حضرت کا ارشاد فرمایا ہوا جملہ عرض کیا۔فرمایا تم کتاب لیے میرے ساتھ واپس جاؤ۔میں اس کتاب کو لیے ہوئے حضرت محدث صاحب کے ساتھ واپس ہوا حضرت محدث صاحب نے اعلیٰ حضرت سے فرمایا کہ میرے اس کہنے کا ''جب ملاحظہ فرمالیں تو بھیج دیں'' ملال ہوا کہ اس کتاب کو واپس کیا؟فرمایا قصد بریلی ساتھ لے جانے کا تھا اور اگر کل ہی جاتا تو اس کتاب کو ساتھ لے جاتا لیکن جب کل جانا نہ ہوا تو شب میں اور صبح کے وقت پوری کتاب دیکھ لی اب لے جانے کی ضرورت نہ رہی۔حضرت محدث صاحب سورتی نے فرمایا بس ایک مرتبہ دیکھ لینا کافی ہوگیا؟اعلیٰ حضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ دو تین مہینوں تک تو جہاں کی عبارت کی ضرورت ہوگی فتاویٰ میں لکھ دوں گا اور مضمون انشاء اللہ عمر بھر کے لئے محفوظ ہوگیا۔ (حیات اعلیٰ حضرت،جلد ا)

سبحان اللہ اس واقعہ میں جہاں امام اہل سنت کی بے مثل قوت حافظہ کا ذکر ہے وہیں امام اہل سنت کے ذوق مطالعہ کا بھی علم ہو رہا ہے۔

محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کو مطالعہ کا اتنا شوق تھا کہ مسجد میں نماز باجماعت میں کچھ تاخیر ہوتی تو کسی کتاب کا مطالعہ شروع کر دیتے۔جب آپ منظر الاسلام بریلی شریف میں زیرِ تعلیم تھے تو ساتھی طلبہ کے سو جانے کے بعد بھی محلّہ سوداگران میں لگی لالٹین کی روشنی میں اپنا سبق یاد کرتے تھے۔آپ کے اساتذہ کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے آپ کے کمرے میں لالٹین کا بندوبست کر دیا۔(سیرت صدر الشریعہ)

سبحان اللہ! یہ تو ہمارے اسلاف کے چمن کے بعض خوشبودار پھول تھے جن کے ذوق مطالعہ کو آپ نے ملاحظہ کیا ورنہ اس چمن میں اس طرح کے بے شمار خوشبودار پھول ہیں۔اب آیئے دور حاضر پہ نظر ڈالتے ہیں،عوام کی ہم کیا بات کریں،بات طلبائے مدارس،ائمہ مساجد اور بعض علمائے کرام کی کرتے ہیں۔دورِ حاضر کے ان طبقوں کا موازنہ اگر ادوارِ سابقہ سے کرتے ہیں تو حالات دیکھ کرانتہائی حیرت ہوتی ہے اور گوشہ قلب سے ندا آتی ہے کہ کاش اسلاف کے جذبۂ مطالعہ سے کچھ ہی حصہ ہمیں نصیب ہو جاتا تو اتنی بے علمی نہیں ہوتی۔بات اگر علمائے مدارس کے طلبہ کی کرتے ہیں جو مستقبل کے ہمارے اسلامی معاشرے کی صلاح وفلاح کے علمبردار بھی لیکن اس معزز طبقہ کی اکثریت آج جس طرح مطالعہ کتب سے جی چراتا ہے وہ انتہائی قابل افسوس بھی ہے اور لمحۂ فکریہ بھی۔مدارس میں ایک بڑی تعداد ایسے طلبہ کی ہے جو اپنے اساتذہ سے سبق پڑھنے کے بعد جب کتابوں کو طاق میں رکھتے ہیں تو پھر آئندہ روز درس کے وقت ہی طاق سے اتارتے ہیں اور اگر کبھی شب میں اتارتے ہیں تو شوق مطالعہ کم خوف اساتذہ زیادہ رہتا ہے۔ہم اعلیٰ حضرت سے محبت کا دم بھرتے ہیں ہمارے اعلیٰ حضرت تو کتاب کا چوتھائی حصہ تو استاذ سے پڑھتے اور بقیہ خود مطالعہ کر کے یاد فرما لیتے تھے، یہ تھا ہمارے اعلیٰ حضرت کا ایام طالب علمی کا شوق مطالعہ اور محبین اعلیٰ حضرت کا شوق مطالعہ کتنا ہے،ہم سب غور کریں۔اِس پس منظر میں کسی طالب علم کا مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ بلند کرتا محض عقیدت مندی ہے،حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔خدا تعالیٰ ہمارے ایک ایک طالب علم کو صحیح معنوں میں راہ رضا پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

بات اگر ائمہ مساجد کی کریں تو اور حیرت ہوتی ہے۔ائمہ مساجد اصلاح معاشرہ میں کتنا اہم کردار ادا کر سکتے ہیں یہ کسی ذی شعور پر مخفی نہیں لیکن یہ تب ممکن ہے جب ہمارے ائمہ مساجد کا مطالعہ وسیع سے وسیع تر ہو لیکن افسوس کہ اگر ائمہ مساجد کے مبارک حجروں میں جائیں تو چند مرتب تقاریر کی کتابوں کے علاوہ ضروری دینی کتب نظر نہیں آتیں۔میں بات سب کی نہیں ایک بڑی تعداد کی کر رہا ہوں۔

ائمہ مساجد کے پاس کتب کی قلت ہونے میں کافی حد تک عوام بھی قصوروار ہے کیونکہ مہنگائی کے اس دور میں بھی عوام کا یہ ذہن نہیں بن رہا ہے کہ اجارہ کے نام پر ایک معقول رقم ائمہ مساجد خود کے اور پردیوار کے نان ونفقہ کے اوپر خرچ کریں گے یا کتابیں خریدیں گے ائمہ مساجد کے پاس کتب کی قلت کو ایسے دور کیا جا سکتا ہے کہ اہل خیر اور صاحب حیثیت مسلمان اپنے اپنے مساجد کے ائمہ کرام کو بصد احترام وقفہ وقفہ سے علمائے اہل سنت کی کتابیں خرید کر تحفہ میں دیا کریں۔

مذکورہ بالا باتوں سے عوام یہ نہ سمجھے ہمیں تو خلاصی مل گئی،ہمیں تو مطالعہ کی حاجت نہیں رہی۔نہیں ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ ہمارے معاشرے میں اصلاحی انقلاب تب آئے گا جب ہمارے ایک ایک سنی کے گھر میں علمائے اہل سنت کی کتابوں کا ایک ذخیرہ موجود ہوگا یعنی ہر سنی جنتی کا گھر چھوٹا ہی سہی،ایک کتب خانہ ہوگا۔اس سے ایک بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ ہماری آنے والی نسلوں کو اس بات کا علم ہوگا کہ ہمارے آباء واجداد کس مسلک و مذہب کے پیروکار تھے جس سے وہ گمراہی سے محفوظ رہیں گے۔بارگاہِ الٰہی میں دعا ہے کہ رب عزوجل ہمارے معاشرے کے ہر میدان بشمول کتب بینی وشوق مطالعہ میں اصلاحِ کامل عطا فرمائے۔آمین بجاه النبی الامین صلی الله علیه و آله و سلم

نظریہ پاکستان

علامہ فیضان المصطفیٰ آسوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ رب العزت کے فضل اور اسکی توفیق اور نبی کریم ﷺ کی نگاہِ لطف وعنایت سے بانیء کریم تحریک شیرانِ اسلام پاکستان و ماہنامہ مجلّہ الحقیقہ حضور مفکرِ اسلام پروفیسر محمد حسین آسی رحمۃ اللہ علیہ کے ادارہ الحقیقہ کی جانب سے 11-12-13 نومبر کو نظریہ پاکستان ٹرسٹ کے تحت ایوانِ قائدِ اعظم جوھر ٹاؤن میں ہونے والے لاھور کے سب سے بڑے ایجوکیشن ایکسپو بک اینڈ جاب فیئر کے موقع ایک خوبصورت بک سٹال لگایا گیا۔ جس کی توقع سے زیادہ پذیرائی اور کامیابی یقیناً حضرت صاحب قبلہ عالم رحمہ اللہ کی توجہات وبرکات کے بغیر ممکن نہ تھی۔

اس موقع پر انچارج ادارہ الحقیقہ جناب حافظ نعیم آسوی (صوبائی ناظمِ نشرواشاعت شیرانِ اسلام پاکستان) نے مختلف میڈیا نمائندگان کو ایونٹ میں شمولیت سے متعلق آگاہ کرتے ہوئے بتایا کہ ہمارا بنیادی مقصد اس پلیٹ فارم پر اپنے حضرت صاحب قبلہ عالم حضور مفکرِ اسلام رحمہ اللہ کی دینی وملی تصنیفی خدمات اور آپکے قائم کردہ ماہنامہ مجلّہ الحقیقہ کی گزشتہ 23 سالہ تاریخ ساز امتیازی جدوجہد اور اہم موقعوں پہ شائع ہونے والے خصوصی شمارے بالخصوص اھلسنت نمبر، میلادنمبرز، اور ختمِ نبوت نمبرز کو متعارف کروانا ہے۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ کتاب سے دوری آج کے جدید دور کا بہت بڑا المیہ ہے۔ لیکن پھر بھی کتاب بینی اور تحقیق تدوین سے شغف رکھنے والا حلقہ خاص آج بھی موجود ہے۔ جو کہ ایسے اہم مواقع کی تلاش میں رہتے ہیں۔ جہاں سے کچھ نیا جاننے اور سیکھنے کو ملے۔ یہی وہ خاص حلقہ اہلِ علم وادب ہے۔ جس نے ہمارے حضرت صاحب قبلہ عالم رحمہ اللہ کی لاجواب اور بے مثال کتب کو دلجمعی سے خوب خوب دیکھا، پسند کیا، اور خریدا۔

یہ بات بھی قارئین کے لئے باعثِ مسرت ہے، کہ سرکاری ٹی وی چینل "پی ٹی وی" کی طرف سے اس ایونٹ کی مکمل کوریج کرنے کے بعد ہزارہا کتب میں سے جن دو، تین کتب کو پاکستان ٹیلی ویژن سکرین پر دکھایا گیا۔ ادارہ الحقیقہ کا شائع کردہ ضخیم مشہور دیدہ زیب "ختمِ نبوت نمبر" ان میں سے ایک تھا۔

یہ بات بھی ہمارے قارئین کے لئے نہایت خوش آئند ہوگی۔ کہ ملکی سطح پہ ہونے والی اس کتابی نمائش میں مہمانانِ خصوصی کے طور پر آنے والی نامور علمی، ادبی، شخصیات اور ملک پاکستان کے نامور صحافیوں اور اہلِ قلم حضرات نے ادارہ الحقیقہ کے کام کو سراہتے ہوئے۔ اپنی محبتوں اور دعاؤں سے خوب نوازا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

سینئر صحافی جناب ارشاد احمد عارف صاحب: جو کہ 92 نیوز کے سینئر تجزیہ نگار اور روزنامہ 92 کے کالم نگار بھی ہیں۔ سٹال پہ تشریف لائے اور مختلف کتب کو دیکھا۔ اور ادارہ کے متعلق بہت سی معلومات لیں۔ اور ساتھ ادارہ الحقیقہ کی تحفظِ عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے کی گئی خدمات خصوصاً ختم نبوت نمبر جلد دوم پر تبریک پیش کی۔

جناب ملک محبوب رسول قادری صاحب: جنھوں نے بہت سے اکابرین اہلسنت کے ساتھ وقت گزارا اور سنی صحافت کو فروغ دینے میں بہت کردار ادا کیا ہے۔ پہلے روز جوھر آباد سے تشریف لائے اور کتابوں کے اس رنگا رنگ میلے میں دور سے ادارہ الحقیقہ کے سٹال کے اوپر بہت بڑے سنہری حروف میں لکھے حضور قبلہ عالم کے نام نامی اسمِ گرامی کی طرف نظر پڑی تو حضرت صاحب قبلہ عالم رحمہ اللہ سے ان کی عقیدت و محبت ان کو کھینچ لائی۔ اور آتے ہی بہت خوشی کا اظہار کیا۔ کہ "شکر ہے مسلکِ اہلسنت کی طرف سے یہاں قبلہ آسی صاحب کا ادارہ نمائندگی کر رہا ہے" ایونٹ کے تینوں روز آپ بہت دفعہ تشریف لائے اور اپنے بہت سے دوست احباب کو ادارہ الحقیقہ کے کام کا تعارف کروایا۔ بعد میں ایک تحریری محبت نامہ بھی ارسال کیا۔ جس میں حضور مفکرِ اسلام رحمہ اللہ کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ اور جانشینِ حضور مفکرِ اسلام جناب قبلہ پیر صاحب دامت برکاتھم العالیہ کیلئے بہت سی دعائیں دیں۔

جناب قاسم علی شاہ صاحب پاکستان کے بہت بڑے موٹیویشنل سپیکر ہیں۔ شاہ صاحب نے نہایت اہتمام کیساتھ سٹال کا دورہ کیا۔ ختمِ نبوت نمبر کی حسنِ ترتیب (رضویات، مہریات، نیازیات، نورانیات) کی بہت زیادہ تعریف کی۔

جانشینِ حافظِ ملت جناب پیر عبدالخالق صاحب بھرچونڈی شریف سندھ (آپ بھی اس ایونٹ کے مہمانِ خصوصی تھے) حضرت پیر صاحب صرف ادارہ الحقیقہ کے ہی سٹال پر تشریف لائے۔ اور ماہنامہ الحقیقہ کے اہلسنت نمبر کو خصوصی طور پر ملاحظہ فرمایا۔ اور مسلکی تصلب کے حوالے سے ادارے کے کام کو خوب سراہا، اور بہت دعائیں دیں۔ اور رخصت کے وقت فرمایا۔ کہ میں سندھ پہنچ کر خود بھی ماہنامہ الحقیقہ کا مستقل قاری بنوں گا۔ اور اپنے ادارے کے دیگر اساتذہ کو بھی اس کی ترغیب دوں گا۔

جسٹس ریٹائرڈ نذیر احمد غازی صاحب (مشہور ٹی وی میزبان) آپ گزر رہے تھے کہ ایک دم حضرت صاحب قبلہ عالم کے نام کی طرف نظر پڑی۔ تو رک گئے۔ اور آپکی دینی و ملی خدمات کی بہت تعریف کی، اور فرمایا کہ "قبلہ پروفیسر محمد حسین آسی صاحب سیالکوٹ والے" آپ نے بڑا دین کا کام کیا اور بڑی جدوجہد کی ہے۔

غازی صاحب نے کلیات حضور مفکرِ اسلام کو بہت مقامات سے ملاحظہ فرمایا۔ اور خصوصاً ہمارے حضرت صاحب نے جو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور زمانہ کلام "سب سے اولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی" پر تمام حروف تہجی کے اعتبار سے ایک بے مثال تضمین لکھی ہے اسکو پڑھ کر بڑا محظوظ ہوئے۔ اور آپکی محبت و عشقِ رسول ﷺ سے سرشار شاعری پر بہت حیراں ہوئے۔

جناب پروفیسر تنویر صادق صاحب جو کہ پنجاب یونیورسٹی سے پروفیسر ریٹائرڈ ہیں۔ اور اب بھی جامعہ پنجاب میں شعبہ تعلیم میں خدمات سرانجام دے رہے، مشہور کالم نگار بھی ہیں۔ ادارے کے کام کو بہت سراہا، اور ماہنامہ مجلّہ الحقیقہ کیلئے لکھنے کی خواہش کا بھی اظہار کیا۔

اور سر دست اپنی ایک تحریر کا ورقہ بھی جیب سے نکال کر دیا۔ جس کا عنوان ہے۔" قوم سازی کی ضامن۔۔۔۔بہترین تعلیم" (جس کو عنقریب شائع کیا جائے گا)

اور اس کے علاوہ بہت سے علمی شخصیات تشریف لائیں۔ عظیم ادیب، کالم نگار جناب صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی صاحب رحمہ اللہ کے چھوٹے بھائی صاحبزادہ احسان گیلانی صاحب، صوبائی امیر پنجاب شیرانِ اسلام پاکستان جناب شہزادہ بٹ صاحب، شاگردِ حضور مفکرِ اسلام پروفیسر نصیر القادری صاحب منتظم جامعہ نعمانیہ و پرنسپل پنجاب کالج سیالکوٹ، پیکرِ محبت صاحبِ ذوق پروفیسر محمد شاہ خان (کوئٹہ) مجاہدِ ملت مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کے متولی جناب سردار عطاء اللہ خان نیازی صاحب، (میانوالی) روزنامہ جنگ کے کالم نگار جناب ضیاء الحق نقشبندی صاحب، حضور نقشِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید، پیکرِ عجز و اخلاص جناب رانا شاھد محمود صاحب: جنہوں نے "حضور نقشِ لاثانی پیر سید علی حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ کی دینی خدمات ایک جائزہ" کے عنوان سے 1992 میں پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس سے ایک مقالہ لکھا تھا۔ (جس کو عنقریب قسط وار قارئین کی نظر کیا جائے گا)۔ عظیم علم دوست شخصیت جناب رضاء الحسن بن مفتی غلام حسن قادری صاحب (بانی ومؤسس ادارہ دارالاسلام) جناب انجینئر وقار احمد سلہری صاحب، شاگردِ حضور مفکرِ اسلام محمد افضل بٹ صاحب (سیالکوٹ ، کینٹ) استاذ العلماء ماجد محمود نقشبندی صاحب، سید حامد رسول صاحب والٹن روڈ لاہور، استاذ العلماء عامر عطاری صاحب مدرس جامعۃ المدینہ جوھر ٹاؤن، عظیم تبصرہ نگار مولانا یاسر مشتاق صاحب، ایونٹ کے اختتامی الوداعی پروگرام میں سابق چیف جسٹس آف پاکستان جناب ثاقب نثار صاحب نے انچارج ادارہ الحقیقہ جناب حافظ نعیم صاحب کو اعزازی شیلڈ دی، اور ادارہ کی طرف سے جناب چیف جسٹس صاحب کو ختم نبوت نمبر کا تحفہ پیش کیا گیا۔

آخر میں ادارہ ان تمام کارکنان، ذمہ داران، اور مخلصین کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے۔ جنہوں نے اس حوالہ سے کسی بھی قسم کا تعاون کیا۔

خصوصاً ادارہ الحقیقہ شعبہ خواتین کی سرگرم رکن محترمہ اقصیٰ اکرم صاحبہ جنہوں نے تینوں روز مختلف یونیورسٹیز، سکولز اور کالجز کی طالبات کو ادارہ کا تعارف پیش کیا۔

صوبائی ناظم شیرانِ اسلام پاکستان جناب سہیل انجم صاحب، انتہائی مخلص دوست بختیار احمد جماعتی صاحب (امیر ملت فلیکس پرنٹر)، ادارہ الحقیقہ کے معاونِ خصوصی رانا عرفان صاحب (سمارٹ پرنٹنگ پریس) محترم جناب ڈاکٹر لیاقت صاحب اور آپ کے ہر دو صاحبزادگان ریحان بھائی، علی بھائی (رحمان گارڈن لاہور)

اللہ رب العزت اپنے حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل سب کو قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خصوصی فیضان عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

آپ کا بہی خواہ: محمد فیضان المصطفیٰ آسوی حسینی:

خادم العلماءَ والطلباء نقش لاثانی اسلامک یونیورسٹی

تفہیم المسائل

علامہ سعید آسوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلة الحقیقه کے قارئین کو شرعی مسائل سے آگاہ کرنے کے لیے **تفہیم المسائل** کے عنوان سے ایک نئی تحریر کا آغاز کیا جا رہا ہے۔ قارئین یہ مسائل اچھی طرح سمجھیں اور پھر اپنے اہلِ خانہ کو بھی سمجھائیں۔ یاد رہے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق ایک دینی مسئلہ سمجھنا رات بھر کی عبادت سے افضل ہے۔

آدابِ مسجد

1۔ مسجد میں کھانا پینا، سونا مکروہ ہے۔ البتہ اعتکاف کی نیت کر لے تو جائز ہے۔

2۔ مسجد کا فرش، چٹائیاں وغیرہ آلودہ نہ کریں۔

3. مسجد کو راستہ نہ بنایا جائے۔

4. مسجد میں عقد نکاح کرنا مستحب ہے۔

5. بدن یا کپڑے پر نجاست لگی ہو تو مسجد نہ آئیں۔

6. مسجد میں شور و غل کرنا، جھگڑنا، دنیا کی باتیں کرنا، بلند آواز سے کسی کو پکارنا غلط ہے۔

7. جب مسجد میں داخل ہوں تو حاضرین کو سلام کریں بشرطیکہ وہ ذکر و عبادت نہ کرتے ہوں۔

8۔ اگر کوئی نہ ہو یا مصروف ہوں تو یوں کہے: اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا مِنْ رَّبِّنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ ۔

9. وقتِ مکروہ نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھیں۔

10. خرید و فروخت مسجد میں نہ کریں۔

11. گمی ہوئی چیز مسجد میں نہ ڈھونڈیں۔

12. ذکر کے سوا آواز بلند نہ کریں۔

13. لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگیں۔

14. جگہ کے متعلق جھگڑا نہ کریں۔

15. اس طرح نہ بیٹھیں کہ دوسروں کے لیے جگہ تنگ ہو۔

16. نمازی کے آگے سے نہ گزریں۔

17. مسجد میں تھوکیں مت۔

18. انگلیاں نہ چٹکائیں۔

19. چھوٹے بچے جو مسجد کے آداب سے ناواقف ہیں اور پاگلوں سے مساجد کو بچائیں۔

20. مسجد میں کلام کرنا نیکیوں کو ایسے کھاتا جیسے لکڑی آگ کو کھاتی۔ یہ جائز کلام کے متعلق ہے، ناجائز کلام کا گناہ زیادہ ہے۔

21. نماز پڑھ کر جائے نماز کو لپیٹنا اچھا ہے۔ لیکن محض ایک کونا لپیٹنا بے اصل ہے۔

22. مسجد کی چھت پر بلا وجہ چڑھنا مکروہ ہے۔

23۔ ذکرِ الٰہی کی کثرت کریں۔

المسائل دینیہ

مفتی شاہد اقبال آسوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال: عورت بچے کو کتنے عرصہ تک دودھ پلا سکتی ہے؟

جواب: بچہ کو دو برس تک دودھ پلایا جائے اس سے زیادہ اجازت نہیں۔ دودھ پینے والا بچہ ہو یا بچی اور یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ لڑکی کو دو برس تک اور لڑکے کو ڈھائی برس تک پلا سکتے ہیں یہ صحیح نہیں۔

سوال: حرمت رضاعت کتنے عرصہ تک ثابت ہوجاتی ہے؟

جواب: نکاح حرام ہونے کے لیے ڈھائی برس کا زمانہ ہے یعنی دو سال کے بعد اگرچہ دودھ پلانا حرام ہے مگر ڈھائی برس کے اندر اگر دودھ پلا دے گی حرمت نکاح ثابت ہوجائے گی اور اس کے بعد پیا تو حرمت نکاح نہیں اگرچہ پلانا جائز نہیں۔ (بہار شریعت حصہ 7)

سوال: کیا دو سال کے بعد بطور علاج بچے کو عورت کا دودھ پلایا جا سکتا ہے کیا تھوڑا سا دودھ پینے سے بھی حرمت ثابت ہوگی؟

جواب: مدت پوری ہونے کے بعد بطور علاج بھی دودھ پینا یا پلانا جائز نہیں (درمختار کتاب النکاح باب الرضاع) ڈھائی برس کے اندر تھوڑا دودھ پیا یا زیادہ بہرحال حرمت ثابت ہوجائے گی جبکہ اندر پہنچ جانا معلوم ہو اور اگر چھاتی منہ میں لی مگر یہ معلوم نہیں کہ دودھ پیا یا نہیں تو حرمت ثابت نہیں۔ (ہدایہ کتاب الرضاع)

سوال: کسی عورت کا دودھ پینے سے کون سے رشتے ثابت ہوجاتے ہیں؟

جواب: بچے نے جس عورت کا دودھ پیا وہ اس بچے کی ماں ہوجائے گی اور اس کا شوہر (جس کا یہ دودھ ہے یعنی اس کی وطی سے بچہ پیدا ہوا جس سے عورت کو دودھ اترا) اس دودھ پینے والے بچے کا باپ ہوجائے گا اور اس عورت کی تمام اولادیں اس کے بھائی بہن خواہ اسی شوہر سے ہوں یا دوسرے شوہر سے، اس کے دودھ پینے سے پہلے کی ہیں یا بعد کی یا ساتھ کی اور عورت کے بھائی ماموں اور اس کی بہن خالہ، یونہی اس شوہر کی اولادیں اس کے بھائی بہن اور اس کے بھائی اس کے چچا اور اس کی بہنیں، اس کی پھوپھیاں خواہ شوہر یہ اولادیں اسی عورت سے ہوں یا دوسری عورت سے، یوں ہی ہر کے باپ ماں اس کی دادی دادا نانا نانی۔ (فتاوی ہندیہ کتاب الرضاع جلد اول)

سوال: اگر بچہ اور بچی نے ایک وقت میں دودھ نہ پیا ہو تو حرمت ثابت ہوگی؟

جواب: ہاں یہ بھائی بہن ہیں ان کا آپس میں نکاح حرام ہے اگرچہ دونوں نے ایک وقت میں دودھ نہ پیا ہو بلکہ دونوں میں برسوں کا فاصلہ ہو اگرچہ ایک کے وقت میں ایک شوہر کا دودھ تھا اور دوسرے کے وقت میں دوسرے کا۔

سوال: کیا دودھ پینے والی بچی کا نکاح دودھ پلانے والی عورت کے بیٹوں یا پوتوں سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: دودھ پینے والی بچی کا نکاح پلانے والی عورت کے بیٹوں اور پوتوں سے نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ لڑکی اس کے بیٹوں کی بہن اور پوتوں کی پھوپھی ہے۔

سوال: ایک شخص کسی سے کوئی مال خریدتا ہے اور بیچنے والے کو کچھ رقم بیعانہ دیتا ہے پھر کسی وجہ سے وہ مال لینے سے انکار کردیتا ہے تو بیچنے والا بیعانہ کی رقم ضبط کرلیتا ہے، خریدار کو واپس نہیں کرتا۔ کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: جب کہ بیچنے والے نے خریدار کے انکار کو مان لیا اور بیع کا فسخ منظور کرلیا تو بیعانہ واپس کرنا اس پر لازم ہے۔ اگر نہیں واپس کرے گا تو گنہگار حق العبد میں گرفتار ہوگا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں بیع نہ ہونے کی حالت میں بیعانہ ضبط کرلینا جیسا کہ جاہلوں میں رواج ہے ظلم صریح ہے۔ **قال اللہ تعالیٰ لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل۔**

بیع فسخ ہوجانا مان کر مبیع نہ دے اور روپے اس جرم میں کہ تو کیوں پھر گیا ضبط کرلے، **ھل ھذا الا ظلم صریح** یعنی یہ بڑا ظلم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم)

سوال: بہت سے لوگ گائے، بکری یا مرغی اس شرط پر دوسرے کو دیتے ہیں کہ تم اس کی پرورش کرو، بچے اور انڈے جس قدر ہوں گے وہ ہم لوگ آپس میں بانٹ لیں گے۔ تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: اس طرح کا معاملہ کرنا جائز نہیں۔ فقیہ اعظم ہند صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں دوسرے کو گائے بکری اس شرط کے ساتھ دینا جائز نہیں کہ جتنے بچے پیدا ہوں گے دونوں نصف نصف لے لیں گے۔ اس صورت میں شرعاً بچے اس کے ہیں جس کی گائے بکری ہے اور دوسرے کو صرف اس کے کام کی واجبی اجرت یعنی مزدوری ملے گی (بہار شریعت حصہ ۱۴ صفحہ ۱۴۳)

علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں: **اذا دفع البقرة بعلف فیکون الحادث بینھما نصفین فما حدث فھو لصاحب البقرة وللآخر مثل علفه و اجر مثله۔**

اسی طرح مرغی بھی کسی کو اس شرط پر دینا جائز نہیں کہ انڈے ہم دونوں تقسیم کرلیں گے۔ کل انڈے اسی کے ہیں جس کی مرغی ہے دوسرے کو اس کام کی مناسب مزدوری ملے گی۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ لوا دفع الدجاج علی ان یکون البیض بینھما لا یجوز والحادث کله لصاحب الدجاج۔

سوال: کسی شخص کو قرض اس شرط پر دینا کہ وہ ایک بیگہ زمین ہمیں دے دے جس سے ہم فائدہ اٹھائیں جب کبھی وہ قرض کے روپے واپس کرے تو ہم اسے کھیت واپس کردیں گے۔ تو یہ جائز ہے یا نہیں۔

جواب: یہ جائز نہیں۔ اس لئے کہ قرض دے کر نفع حاصل کرنا سود ہے جو حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے **کل قرض جر نفعاً فھو ربوٰ۔**

Monthly Mujalah
AL-HAQIQA
Reg No: C.P.L.208
December 2022

حضور مفکرِ اسلام رحمۃ اللہ علیہ کا قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو خراجِ تحسین

حضور مفکّرِ اسلام رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

"قائد اعظم جیسا شخص اللہ تعالیٰ نے انعام کے طور پر مسلمانوں کو دیا تھا"۔

ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا:

"خود حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو مسلمانوں کی قیادت کے لیے نامزد کیا اور انہوں نے شب وروز ایک کر کے اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعمیلِ فرمان کا حق ادا کر دیا"

قائدِ اعظم کے بے مثال تدبر و فراست کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

" قائد اعظم نے سیاست کے بڑے بڑے جغادری پہلوانوں کو چاروں شانے چت گرادیا اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر کے انہیں ناقابلِ تسخیر قوت بنا دیا"

" آیئے اپنے سینے میں قائدِ اعظم علیہ الرحمہ کی غیرتِ عشق بیدار کریں اور جو لوگ پاکستان کے مخالف رہے یا اب ہیں انہیں غدار سمجھیں افسوس قوم کا حافظہ بہت کمزور ہے اپنے راہنماؤں کو بھول جاتی ہے۔ اور غداروں کو بھی فراموش کر دیتی ہے۔ آج ہمارے نصاب کی کتابوں میں جنگِ آزادی کی بجائے عموماً غداروں کو 'ہیرو' قرار دیا جا رہا ہے اور پاکستان کے مخالفوں اور قائدِ اعظم علیہ الرحمہ کو کافرِ اعظم کہنے والوں کو پھر عظیم راہنما کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔"

شیرانِ اسلام پاکستان / ادارہ الحقیقہ

0300-7123402